ردِّ قادیانیت

رسائل

حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ

احتسابِ قادیانیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة

حضوری باغ روڈ ملتان - فون: 4514122

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

فہرست رسائل مشمولہ......احتساب قادیانیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

عرض مرتب

بسم الله الرحمن الرحيم۰ نحمده ونصلی علیٰ رسوله خاتم النبيين۰ امابعد!

محترم قارئین! لیجئے احتساب قادیانیت کی اٹھائیسویں (۲۸) جلد پیش خدمت ہے۔

اس جلد میں حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ اٹک (فروری ۱۹۱۳ء، م اگست ۱۹۸۹ء) کے پانچ رسائل شامل اشاعت ہیں۔ مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ دارالعلوم دیوبند کے فاضل، مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد رشید تھے۔ بیسوں گرانقدر ضخیم کتابوں کے مصنف اور مفسر قرآن تھے۔ اپنے دور میں اکابر علماء کی آبرو کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ ان کے ردقادیانیت پر پانچ رسائل اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

۱/۳...... ''مسلمان، قادیانی کو کیوں کافر سمجھتے ہیں''

۲/۴...... ''اہل وطن کے لئے دعوت غور وفکر'' آزاد کشمیر اسمبلی نے ۱۹۷۳ء قادیانی کفر پر قرارداد پاس کی تو قادیانیت پنجے جھاڑ کر میدان میں مصروف پروپیگنڈا ہوگی۔ تب حضرت قاضی زاہد الحسینی مرحوم نے قادیانیت کو لگام دینے اور کھونٹا پر باندھنے کے لئے یہ

رسالہ ترتیب دیا۔ ۳۰ رجون ۱۹۷۳ء کو شائع ہوا۔

۳/۵...... ''مرزا غلام احمد قادیانی کا قرآن عزیز میں ردوبدل کا نمونہ'' آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانی کفر پر قرارداد پاس کی۔ تو مولانا محمد شفیع جوش ممبر آزاد کشمیر کا ایک مضمون نوائے وقت ۲ ردسمبر ۱۹۷۳ء میں شائع ہوا۔ حضرت قاضی صاحب نے اپنے مختصر مقدمہ کے ساتھ اسے شائع کر دیا۔

۴/۶...... ''براءۃ امام از افترائے پیغام'' مرزا قادیانی ملعون کی قبر کی سکھوں نے خوب تذلیل کی۔ اس کی خبر شائع ہوئی تو لاہوری پچھے یا...... کے پچھے لاہوری مرزائیوں کے اخبار پیغام صلح نے جواب میں اپنی خفت مٹانے کے لئے کہا کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کی قبر کی بھی توہین ہوئی۔ لاہوری ...... کے پچھوں جواب میں حضرت قاضیؒ نے یہ رسالہ تحریر فرمایا۔ اس کے علاوہ آپ کا ایک رسالہ ''درہ زاہدیہ'' بھی ردقادیانیت پر ہے۔ اسے ہم شامل نہیں کر رہے۔ اس لئے کہ وہ فتاویٰ ختم نبوت ج ۲ ص ۴۲۱ سے ۴۳۲ پر شائع ہو چکا ہے۔ فلحمد للّٰہ!

۵/۷...... ''ایک خطرناک انقلاب'' یہ رسالہ قیام پاکستان سے ایک سال قبل یعنی اگست ۱۹۴۷ء میں تحریر فرمایا تھا۔ آپ کے صاحبزادہ حاجی محمد ابراہیم صاحب (حال امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اٹک) نے اس کا فوٹو ارسال کیا۔ وہ بھی اس جلد میں شامل ہے۔

محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا ملتان
۱۸/ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ
۱۵/اپریل ۲۰۰۹ء

خاتم النبیین لا نبی بعدی

مسلمان

قادیانیوں کو کیوں کافر سمجھتے ہیں؟

(حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی رح)

مقدمہ طباعت چہارم

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم۔ الحمدللّٰہ رب العالمین ۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ خاتم النبیین ۔ اما بعد!

اگرچہ قادیانیت کے خطرات سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے کے لئے روز اوّل ہی سے علماء کرام اور ہمدردان ملت اسلامیہ نے چھوٹی بڑی کئی کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ (جن کی برکت سے بحمدہ تعالیٰ عام اہل اسلام اس فتنے سے محفوظ رہے۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی سب مسلمانوں کو ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رکھے اور علماء کرام کو دفاع عن الدین کے فریضہ کی ادائیگی کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطاء فرمائے اور اپنی رحمت سے جزاء خیر سے نوازے۔ آمین!)

مگر پھر بھی ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی جس میں سادہ اور مختصر الفاظ میں قوی دلائل کے ساتھ اس فتنہ سے بچانے کے لئے ان دلائل کو ذکر کیا جائے جن کی وجہ سے قادیانی کافر ہیں۔ احقر نے آج سے چند سال قبل ایک مختصر مگر مدلل رسالہ بعنوان ''مسلمان قادیانیوں کو کیوں کافر سمجھتے ہیں؟'' شائع کیا تھا۔ جس سے بحمدہ تعالیٰ مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچا۔ اس کی افادیت اور اہل اسلام کے طلب کرنے پر دوسری بار بھی شائع کیا گیا۔ اب مسلمان بھائیوں کے شدید تقاضا کے پیش نظر تیسری بار کئی مفید اضافوں اور حوالہ جات کے ساتھ شائع کرایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماوے۔ آمین!

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم!

کلمہ طیبہ

جس میں ہر مسلمان کے لئے نبوت خاتمہ اور رسالت کاملہ پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ''لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ '' ﴿ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول (آج بھی) ہیں۔﴾

ضروری عرض

بعض لوگ کسی کافر کو کافر کہنے سے یوں کتراتے ہیں گویا کافر کو کافر کہنا ان کی شرافت کے خلاف ہے۔ حالانکہ یہ امر واقع ہے کہ بیمار کو بیمار ہی کہا جاتا ہے۔ مردہ کو مردہ ہی کہا جاتا ہے۔ برے کو برا ہی کہا جاتا ہے۔ بیمار کو تندرست کہنا اور مردہ کو زندہ کہنا، بروں کو نیک کہنا کسی بھی لحاظ سے درست نہیں۔ قرآن عزیز نے کافروں کو کافر، مشرکوں کو مشرک، فاسقوں کو فاسق اور منافقوں کو منافق کے ساتھ ہی تعبیر فرمایا۔

اس لئے ان لوگوں کو جن کے عقائد کفریہ ہوں ان کو کافر کہنا نہ صرف مناسب ہے بلکہ بہت ہی ضروری ہے تاکہ مسلمان ان کے فریب سے محفوظ رہیں اور فتنہ کا شکار نہ ہوں۔ قرآن عزیز نے دین اسلام کے تحفظ کے لئے جو احکام صادر فرمائے ہیں ان میں نہایت تاکید کے ساتھ ایسے لوگوں سے میل جول سے منع کرتے ہوئے فرمایا: ''لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار وما لکم من دون اللّٰہ من اولیاء ثم لا تنصرون (ھود:۱۱۳)'' ﴿اور مت جھکو ان لوگوں کی طرف جو ظالم ہیں ورنہ تم کو آگ لگے گی اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار نہ ہوں گے اور پھر تمہاری مدد نہ کی جائے گی۔﴾

بعض ظالموں کی نشاندہی کرتے ہوئے خصوصی طور پر ان سے لاتعلق رہنے کا حکم فرمایا:

''وقد نزل علیکم فی الکتب ان اذا سمعتم اٰیت اللّٰہ یکفر بھا ویستھزأ بھا فلا تقعدوا معھم (النساء:۱۴۰)'' ﴿اور اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کتاب میں یہ بات نازل فرمائی کہ جب تم نے سنا کہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا جارہا ہے۔ یا ان کے ساتھ ٹھٹھا کیا جارہا ہے تو ان کے ساتھ مت بیٹھو۔﴾

خداوند قدوس نے رحمت دو عالم ﷺ کو حکم دیا کہ کافروں کو کافر کہیں۔ ''قل یا ایھا الکافرون'' ﴿آپ فرما دیجئے اے کافرو!﴾

اس لئے کفار سے محبت اور ان کو کافر نہ کہنا یا کافر نہ سمجھنا از روئے قرآن عزیز مسلمانوں کے لئے خطرناک ہے۔ جس کا انجام کفر ہی ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ متعدی امراض کے شکار بیماروں کے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا، کھانا پینا صحت کے لئے سخت خطرناک ہے کہ اس سے صحت مند آدمی بھی اس موذی مرض کا شکار ہوسکتا ہے۔

ضروری نوٹ!

جب ایک مسلمان کہلانے والا اپنی زبان سے ایسے کلمات بولے جو اسلامی عقائد کے خلاف ہوں تو ان کلمات کے بولنے سے وہ کافر ہو جائے گا۔ قرآن عزیز میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامھم (توبہ:۷۴)'' ﴿بے شک انہوں نے کہی بات کفر کی اور کافر ہوگئے اپنے اسلام کے اظہار کے بعد۔﴾ یعنی جب کوئی مسلمان کہلانے والا کفر کی بات کہے تو وہ کافر ہو جائے گا مسلمان نہ رہے گا۔

مختصر حالات مرزا غلام احمد قادیانی

قادیانیت کے خلاف، اسلام عقائد، نظریات کا اصلی منبع مرزا غلام احمد ہے۔ اس لئے

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس رسالہ کی مناسبت سے مرزا قادیانی کے حالات مختصر ہی ذکر کئے جائیں۔ یہ حالات مرزا قادیانی کے فرزند مرزا بشیر الدین محمود کی مرتبہ کتاب ''سیرت مسیح موعود الشرکتہ اسلامیہ لمیٹڈ ربوہ'' سے لئے گئے ہیں۔ یہ کتاب ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے اور ضیاء الاسلام پریس ربوہ طبع ہوئی ہے۔

صفحہ:۱...... ''احمد آخری زمانہ کا رسول۔''

صفحہ:۲...... احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام (نعوذ باللہ منہ)

''احمد جو سلسلہ احمدیہ کے بانی تھے۔ آپ کا پورا نام غلام احمد تھا اور آپ قادیان کے باشندہ تھے۔''

صفحہ:۳،۵،۶...... ''سر یسپل گریفن کی کتاب پنجاب چفیس میں ہے۔ نونہال سنگھ، شیر سنگھ اور دربار لاہور کے دور سے غلام مرتضیٰ (مرزا غلام احمد کا والد) ہمیشہ فوجی خدمات پر مامور رہا اور ۱۸۴۱ء میں یہ جرنیل ونچوار کے ساتھ منڈی اور کلو کی طرف بھیجا گیا اور ۱۸۴۲ء میں ایک پیادہ فوج کا کمیدان بنا کر پشاور روانہ کیا گیا۔ ہزارہ کے مفسدے میں اس نے کارہائے نمایاں کئے اور جب ۱۸۴۸ء کی بغاوت ہوئی تو یہ اپنی سرکار کا نمک حلال رہا اور اس کی طرف سے لڑا۔ اس موقع پر اس کے بھائی غلام محی الدین نے بھی اچھی خدمات کیں۔ اس خاندان نے غدر ۱۸۵۷ء کے دوران میں بہت اچھی خدمات کیں۔ غلام مرتضیٰ (مرزا قادیانی کے باپ) نے بہت سے آدمی بھرتی کئے اور اس کا بیٹا غلام قادر جنرل نکلسن صاحب بہادر کی فوج میں اس وقت تھا جب کہ افسر موصوف نے تریموگھاٹ پر ۴۶ نیٹو انفنٹری کے باغیوں کو جو سیالکوٹ سے بھاگے تھے، تہ تیغ کیا۔ جنرل نکلسن بہادر نے غلام قادر کو ایک سند دی جس میں یہ لکھا ہے کہ ۱۸۵۷ء میں خاندان قادیان ضلع گورداسپور کے تمام دوسرے خاندانوں سے زیادہ نمک حلال رہا۔''

صفحہ۶،۷...... ''مسٹر گریفن کی معلومات متعلق امام الزمان'' غلام احمد جو غلام مرتضیٰ کا چھوٹا بیٹا تھا...... عربی، فارسی اور اردو کی بہت سی کتابوں کا مصنف تھا۔ جس میں اس نے جہاد کے مسئلہ کی تردید کی۔''

صفحہ:۱۴...... ''والد صاحب کے مشورہ سے آپ سیالکوٹ بحصول ملازمت تشریف لے گئے اور وہاں ڈپٹی کمشنر صاحب کے دفتر میں ملازم ہوگئے۔''

صفحہ:۱۶...... ''قریباً چار سال آپ سیالکوٹ میں ملازم رہے۔ لیکن نہایت کراہت کے ساتھ آخر والد صاحب کے لکھنے پر فوراً استعفاء دے کر واپس آگئے۔''

صفحہ:۲۱...... ’’آپ کی عمر چالیس تھی جب کہ آپ کے والد ایک دفعہ بیمار ہوئے اور گو ان کی بیماری چنداں خوفناک نہ تھی۔ لیکن حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام بتایا کہ الطارق وما الطارق...... یہ پہلا الہام تھا جو آپ کو آپ کے والد کی وفات کی خبر دی گئی۔‘‘

صفحہ:۲۲...... ’’یہ دوسرا الہام ہوا۔ الیس بکافٍ عبدہ..... تب میں نے ایک ہندو کھتری ملاوامل نام کو جو ساکن قادیان ہے اور ابھی تک زندہ ہے وہ الہام لکھ کر دیا اور سارا قصہ اس کو سنایا۔‘‘

صفحہ:۵۷...... ’’۱۹۰۱ء میں مردم شماری ہونے والی تھی۔ اس لئے ۱۹۰۱ء کے اواخر میں آپ نے اپنی جماعت کے نام ایک اعلان شائع کیا کہ ہماری جماعت کے لوگ کاغذات مردم شماری میں اپنے آپ کو احمدی مسلمان لکھوائیں۔ گویا اس سال آپ نے اپنی جماعت کو احمدی کے نام سے مخصوص کر کے دوسرے مسلمانوں سے ممتاز کر دیا۔‘‘

صفحہ:۵۹...... ’’اس سال حضرت مسیح موعود نے بعض پیش گوئیوں کی بناء پر کہ مسیح دمشق کے مشرق کی جانب ایک سفید منارہ پر اترے گا۔ ایک منارہ کی بنیاد رکھی تاکہ وہ پیش گوئی لفظاً بھی پوری ہو جائے۔‘‘

صفحہ:۶۰...... ’’۱۹۰۲ء کے آخر میں حضرت مسیح موعود پر ایک شخص کرم دین (جناب قاضی مظہر حسین صاحب کے والد ماجد مولانا کرم دین صاحب مرحوم) نے ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ کیا۔‘‘

صفحہ:۶۱...... ’’اس سال جماعت احمدیہ کے لئے ایک دردناک حادثہ پیش آیا۔ کابل میں اس جماعت کے برگزیدہ ممبر کو صرف مذہبی مخالفت کی وجہ سے سنگسار کیا گیا۔‘‘

صفحہ:۶۱...... ’’اسی (مولانا کرم دین) نے پھر گورداسپور میں آپ پر ازالہ حیثیت عرفی کی نالش کر دی۔‘‘

صفحہ:۶۳...... ’’آخر ایک لمبے مقدمے کے بعد آپ پر دوسو روپے جرمانہ کیا۔ اس پر سیشن جج صاحب امرتسر مسٹر ہیری کی عدالت میں جو ایک یورپین تھے اس فیصلہ کی نگرانی کی گئی۔‘‘

صفحہ:۶۳...... ’’اور انہوں نے دو گھنٹے کے اندر آپ کو بری کر دیا اور جرمانہ معاف کر دیا اور اس طرح دوسری دفعہ ایک یورپین حاکم نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ خدائے تعالیٰ حکومت ان ہی لوگوں کے ہاتھ میں دیتا ہے جن کو وہ اس کے قابل سمجھتا ہے۔‘‘

صفحہ:۶۷...... ’’دسمبر ۱۹۰۵ء میں آپ کو الہام ہوا کہ آپ کی وفات قریب ہے جس پر

اپ نے ایک رسالہ الوصیت لکھ کر اپنی جماعت میں شائع کر دیا اور اس میں جماعت کو اپنی وفات کے قریب کی خبر دی اور ان کو تسلی دی اور الہام الٰہی کے ماتحت ایک مقبرہ بنائے جانے کا اعلان فرمایا اور اس میں دفن ہونے والوں کے لئے یہ شرط مقرر کی کہ وہ اپنی تمام جائیداد کا دسواں حصہ اشاعت اسلام کے لئے دیں اور تحریر فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے کہ اس مقبرہ میں وہی دفن ہو سکیں گے جو جنتی ہوں گے۔ جماعت کی حفاظت اور اس کو سنبھالنے کے لئے خدائے تعالیٰ میری وفات کے بعد اس طرح انتظام کرے گا جس طرح کہ پہلے نبیوں کے بعد کرتا رہا ہے۔''

صفحہ:۲۷...... ''۱۹۰۷ء میں پنجاب میں کچھ ایجی ٹیشن پیدا ہو گیا۔ اس پر آپ نے اپنی جماعت کو گورنمنٹ کا ہر طرح وفادار رہنے کی تاکید فرمائی اور مختلف جگہ پر آپ کی جماعت نے اس شورش کے فرو کرنے میں بغیر کسی لالچ کے خدمت کی۔''

صفحہ:۳۷،۴۷...... ''سر ولسن کی ملاقات اور مسلم لیگ کی پیش گوئی کے متعلق ۳۱؍ مارچ ۱۹۰۸ء میں سر ولسن صاحب بہادر فنانشل کمشنر صوبہ پنجاب قادیان تشریف لائے۔ چونکہ یہ پہلا موقعہ تھا کہ پنجاب کا ایک ایسا معزز اعلیٰ عہدیدار قادیان آیا۔ آپ نے تمام جماعت کو ان کے استقبال کرنے کا حکم دیا اور آپ نے اپنی سکول گراؤنڈ میں ان کا خیمہ لگوایا اور ان کی دعوت بھی کی۔ چونکہ آپ کی نسبت آپ کے (دنیاوی) مخالفین نے مشہور کر رکھا تھا کہ آپ در پردہ گورنمنٹ کے مخالف ہیں۔ کیونکہ افسران بالا سے باوجود اپنے قدیم خاندانی تعلقات کے کبھی نہیں ملتے۔ آپ نے عملی طور پر اس اعتراض کو دور کر دیا اور فنانشل کمشنر صاحب سے ملاقات کے لئے خود بھی تشریف لے گئے۔ میں اس وقت آپ کے ساتھ سات آٹھ آدمی آپ کی جماعت کے بھی تھے...... صاحب ممدوح نے نہایت ہی تکریم کے ساتھ اپنے خیمہ کے دروازہ پر حضرت مسیح موعود کو ریسیو کیا اور آپ سے مختلف امور آپ کے سلسلہ کے متعلق دریافت کرتے رہے۔ لیکن اس تمام گفتگو میں ایک بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ان دنوں میں مسلم لیگ نئی نئی قائم ہوئی تھی اور حکام انگریزی اس کی کونسی ٹیوشن پر ایسے خوش تھے کہ ان کے خیال میں کانگریس کے نقائص دور کرنے میں ایک زبردست آلہ ثابت ہوگی اور بعض حکام رؤسا کو اشارۃً اس میں شامل ہونے کی تحریک بھی کرتے تھے۔ فنانشل کمشنر بہادر صاحب نے بھی بر سبیل تذکرہ آپ سے مسلم لیگ کا ذکر کیا اور اس کی نسبت آپ کی رائے دریافت کی۔ آپ نے فرمایا: میں اسے پسند نہیں کرتا۔ فنانشل کمشنر نے اس کی خوبی کا اقرار کیا۔ آپ نے فرمایا یہ راہ خطرناک ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ اسے کانگریس پر قیاس نہ کریں۔ اس کا قیام تو ایسے رنگ میں ہوا تھا کہ اس کا اپنے مطالبات میں

حد سے بڑھ جانا شروع سے ہی نظر آتا ہے۔لیکن مسلم لیگ کی بنیاد ایسے لوگوں کے ہاتھوں اور ایسے قوانین کے ذریعے پڑی ہے کہ یہ کبھی کانگریس کا رنگ اختیار کر ہی نہیں سکتی۔اس پر آپ کے ایک مرید کمال الدین نے جو ووکنگ مشن کے بانی اور رسالہ مسلم انڈیا کے مالک ہیں۔سرولسن کی تائید کی اور کہا کہ میں بھی اس کا ممبر ہوں۔اس کے ایسے قواعد بنائے گئے ہیں کہ اس کے گمراہ ہونے کا خطرہ نہیں۔مگر دونوں کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ مجھے تو اس سے بو آتی ہے کہ ایک دن یہ بھی کانگریس کا رنگ اختیار کرے گی۔"

صفحہ:۷۵...... "اسی سال (۱۹۰۸ء) ۲۶/اپریل بوجہ والدہ صاحبہ کی بیماری کے آپ کو لاہور جانا پڑا۔"

صفحہ:۷۶...... "چونکہ رؤسا ہند بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ساری دنیا کے رؤسا دین سے نسبتاً غافل ہوتے ہیں۔اس لئے آپ نے ان کو سمجھانے کے لئے یہ تجویز فرمائی کہ لاہور کے ایک غیر احمدی رئیس کی طرف سے جو آپ کا بہت معتقد تھا رؤسا کو دعوت دی اور دعوت طعام سے کچھ (قبل) تقریر فرمائی۔اس تقریر کی نسبت لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ آپ نے اپنا دعویٰ نبوت واپس لے لیا۔لاہور کے اردو روزنامہ اخبار عام نے بھی یہ خبر شائع کر دی۔اس پر آپ نے اسی وقت تردید فرمائی اور لکھا کہ ہمیں دعوائے نبوت ہے اور ہم نے اسے کبھی واپس نہیں لیا۔"

صفحہ:۷۵...... "آپ کو ہمیشہ دستوں کی شکایت رہتی تھی۔(اور یہ بہت پرانی تھی) جیسا کہ مئی ۱۹۸۳ء کے آواخر میں امرتسر گئے اور وہاں بقول عرفانی:"آپ کو اسہال کی شکایت تھی۔آخری دن تو بہت ہی زیادہ اسہال آئے تھے۔اسی مقصد کے لئے مجھے اور میاں الہ دین صاحب کو اس مکان میں اندر جانا پڑا تو آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور وہ اتنی چوڑی تھی کہ آپ کا نیچے کا جسم گھٹنوں تک زمین پر تھا۔" (سیرت مسیح موعود از عرفانی حصہ سوم ص ۳۸۴)

"رات کو آپ کو دست آیا اور سخت ضعف ہو گیا۔اس کے بعد ایک اور دست آیا اس سے بہت ہی ضعف ہو گیا۔جب صبح کا وقت ہوا اٹھے اور اٹھ کر نماز پڑھی؟ گلہ بالکل بیٹھ گیا کچھ فرمانا چاہا لیکن بول نہ سکے۔اس پر قلم دوات طلب فرمائی لیکن لکھ بھی نہ سکے۔قلم ہاتھ سے چھوٹ گئی۔اس کے بعد لیٹ گئے۔"

صفحہ:۸۰...... "ساڑھے دس بجے آپ فوت ہوئے.......... اور شام کی گاڑی سے.........اس کے بعد خلیفہ وقت نے آپ کا جنازہ پڑھا اور دوپہر کے بعد آپ دفن کئے گئے۔"

بعض مقامات کی تشریح

مندرجہ بالا تحریر میں چند ایسے مقامات بھی ہیں جن کی تشریح ضروری ہے۔اگریز کا نمک حلال خاندان، اسی نمک حلالی کی وجہ سے سب قادیانیوں کو (خاص مقصد کے لئے) بڑی عمدگی اور حفاظت کے ساتھ پاکستان پہنچایا گیا یعنی ''جہاں اور لوگ لاکھوں کی تعداد میں لوٹے گئے اور مارے گئے وہاں احمدی جماعت کے اکثر افراد حضور کی راہنمائی میں بڑی عمدگی اور حفاظت کے ساتھ ایک خاص انتظام کے ماتحت پاکستان پہنچ گئے۔'' (تاریخ احمدیت مطبوعہ ربوہ ص ۱۰۰)

اسی نمک حلالی کا اجراور انعام، عیسائی حکومت نے یوں دیا کہ یہاں سے جاتے جاتے بھی اسلام کے خلاف ان کے لئے ربوہ کے نام سے ایک قلعہ تعمیر کر گئے۔جس کا مختصر سا حال درج کیا جاتا ہے:

''پنجاب کے آخری انگریز عیسائی گورنر سرفرانس موودی نے قادیانیوں کو ۱۰۳۴، ایکڑ زمین غالباً ڈیڑھ آنہ فی ایکڑ کے حساب سے دے دی۔جس میں قائداعظم کی وفات کے صرف نو دن بعد ۲۰ رستمبر ۱۹۴۸ء ربوہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور ۱۴ رستمبر ۱۹۴۹ء تک ڈاک خانہ، تار گھر اور ریلوے اسٹیشن بنادیا گیا۔'' (ہفت روزہ لیل ونہار ۲۲ رجون ۱۹۲۴ء ص ۱۱)

سید دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دمشق کے منارہ سے ان کا نزول ہوگا۔ مرزا قادیانی نے یہاں بھی دجل اور فریب سے کام لیتے ہوئے قادیان میں ایک منارہ بنادیا۔یعنی مسیح تو پہلے آ گیا مگر منارہ بعد میں مسیح نے آ کر بنایا۔جیسا کہ استنجاء تو پہلے کر لے اور پیشاب بعد میں کرے۔

۳...... افغانستان کے صوبہ خوست کے رہنے والا عبداللطیف نامی بدقسمتی سے قادیانی ہوگیا تھا۔جب امیر حبیب اللہ خان مرحوم کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے علماء کرام سے اس کے متعلق فتویٰ پوچھا۔علماء کرام نے باتفاق اسے کافر اور مرتد قرار دیا۔چنانچہ ۱۴ رجولائی ۱۹۰۳ء کو اسے سنگسار کردیا گیا۔

اسی طرح امیر امان اللہ خان کے دور حکومت میں قادیانیوں نے پھر ایک بدنصیب نعمت اللہ کو قادیانی کرلیا۔مگر امان اللہ مرحوم نے اسے مرتد قرار دے کر ۳۱ راگست ۱۹۲۴ء کو بعد از نماز ظہر اتوار کے دن شرپور چھاؤنی (کابل) میں ہزاروں مسلمانوں کے سامنے سنگسار کردیا۔اس طرح بحمدہ تعالیٰ افغانستان قادیانیت کے فتنہ سے محفوظ رہا۔اسی زمانہ میں شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے قتل مرتد کے متعلق ایک مدلل کتاب بنام ''الشھاب لرجم الخاطف المرتاب''

لکھی جو کئی بار طبع ہو چکی ہے۔ جزاهم الله خير الجزاء! (نوٹ: یہ کتاب بھی احتساب قادیانیت کی سابقہ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ فلحمد اللہ۔ مرتب)

۴...... خواجہ کمال الدین کی حیثیت قادیانیوں کے ہاں کیا تھی؟ عرفانی نے۔ سیرت مسیح موعود ج۳ص۳۲۲ میں یہ لکھا ہے کہ:

''خواجہ کمال الدین حضرت مسیح موعود کی نوازشوں اور کرم فرمائیوں اور جود وعطاء کے بہت بڑے تجربہ کار ہیں۔ بیش قرار رقوم انہوں نے لیں اور باوجود لینے کے کبھی اقرار نہیں کیا اور اپنی خدمات کی ڈینگ مارتے رہے۔ ایک دفعہ دوران مقدمہ انہوں نے حضرت کو خط دکھایا جو انہیں اپنے گھر پشاور سے آیا تھا۔ (خط کیوں لکھا گیا، ایک راز ہے۔ عرفانی) اس میں خرچ کی تنگی کا ذکر تھا۔ حضرت نے فوراً پانچ سو روپے نقدان کو دے دیئے اور پھر ماہانہ ایک سو روپیہ ماہوار دیتے رہے۔ ایک قیمتی کوٹ جو افغانی طرز کا تھا خواجہ صاحب نے یہ کہہ کر مانگ لیا کہ حضور یہ کوٹ مجھے عنایت کر دیں کہ میں پہن کر عدالت میں داخل ہوا کروں اور اس کی برکت سے فریق مخالف کے وکیل اور عدالت پر میرا رعب رہے۔ حضور نے ہنس کر یہ کامدار قیمتی چغہ خواجہ صاحب کو دے دیا۔''

نوٹ از مرتب نمبر۱: وہ راز یہ ہوگا کہ خواجہ کمال الدین نے اپنے نبی سے روپیہ حاصل کرنے کے لئے یہ ڈھونگ رچایا ہوگا۔

نمبر۲: مرزا قادیانی کی ہنسی اسی وجہ سے ہوگی کہ یہ وکیل نہ میری برکت کا قائل ہے اور نہ چغے کی برکت کا۔ صرف قیمتی چغہ حاصل کرنے کے لئے دھوکہ دے رہا ہے۔

نوٹ! یہ وہ کمال الدین ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یورپ اور انگلستان میں اس نے بہت کام کیا ہے۔ اگر تحقیق کی جائے تو سارا کھیل صرف دولت کمانے کے لئے رچایا گیا ہے۔

۵...... وہ بو یہ تھی کہ انجام کار مسلم لیگ بھی انگریزوں کے خلاف ہو جائے گی۔ اس لئے کہ ہر مسلمان انگریز کے خلاف تھا۔ جنگ خواہ سیاسی ہی کیوں نہ ہو اس میں مختلف تدابیر اختیار کی جاتی ہیں۔ اس لئے مسلم لیگ نے بھی کچھ تدابیر اختیار کیں اور آخر کار انگریزی حکومت کی پوری مخالف ہوگئی۔ یہی خطرہ اس نمک حلال قادیانی خاندان کو تھا۔

خلاصہ حیات مرزا قادیانی

۱...... مسلمانوں سے غصب کرنے والی ظالم ترین عیسائی حکومت کا خاندانی نمک حلالی۔

۲...... غلام احمد سے احمد۔

۳...... جہاد کی تردید۔

۴...... ہندو کھتری کو الہام کا قصہ سنانا اور مشرک کو لکھ کر دیا۔

۵...... اپنی جماعت کو مسلمانوں سے علیحدہ کرنا۔

۶...... انگریزوں کی حکومت کو منجانب اللہ قابل سمجھنا۔

۷...... بہشتی مقبرہ کی بنیاد۔

۸...... انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے والی ہر تحریک کو خطرناک کہنا۔

۹...... موت تک دعویٰ نبوت پر قائم رہنا۔

۱۰...... اسہال کی بیماری سے مرنا۔

۱۱...... آخر وقت گلہ بیٹھ جانا اور بول نہ سکنا۔

مسلمان قادیانیوں کو اس لئے کافر سمجھتے ہیں کہ:

۱...... مرزا قادیانی نے خداوند تعالیٰ کی ایسی گستاخی کی ہے کہ ایسی کسی نے نہیں کی۔ اس نے لکھا ہے کہ: ''اما مقامی فاعلموا ان خالقی بحمد نی من عرشه ویو،قر'' (اور میرا مقام یہ ہے کہ میرا خدا عرش پر سے میری تعریف کرتا ہے اور عزت دیتا ہے)

(اعجاز احمدی ص۴۹، خزائن ج۱۹ ص۱۸۱)

''یحمدك الله من عرشه'' (اربعین ص۲۴، خزائن ج۱۷ ص۴۱۱)

''یحمدك الله ویمشی الیك'' (تذکرہ ص۷۹)

ترجمہ: اللہ تیری حمد کرتا ہے اپنے عرش سے۔ اللہ تیری حمد کرتا ہے اور تیری طرف چل کر آتا ہے۔ ''یحمدك الله من عرشه ، یحمدك الله ویمشی الیك'' (ترجمہ از مرزا: خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے۔ خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔)

(انجام آتھم ص۵۵، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

حالانکہ اسلام اور تمام سماوی ادیان کا یہ عقیدہ ہے کہ حمد وثناء کا حقیقی مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی تعریف کو بھی نعت کہا جاتا ہے۔ حمد صرف اللہ تعالیٰ ہی کا خصوصی حق ہے۔ چنانچہ قرآن عزیز کی پہلی سورہ فاتحہ کی پہلی آیت ''الحمدلله رب العلمین'' ہے جس کو ہر مسلمان اپنی ہر نماز میں پڑھ کر اس بنیادی عقیدہ کا اعلان کرتا ہے کہ حمد صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔ اسی عقیدہ کو نماز میں رکوع سے کھڑے ہو کر پھر دہرایا جاتا ہے۔ ''ربنا لك الحمد'' اے ہمارے پالنے والے حمد تیرے ہی لئے ہے۔ قیامت کے دن

اہل جنت بھی اسی کا اقرار کرتے ہوئے کہیں گے۔’’الحمدلله رب العالمین (یونس:۱۰)‘‘ ﴿حمداللہ تعالیٰ ہی کے لئے جو رب العلمین ہے۔﴾

اسی طرح سورہ(الروم:۱۸) میں فرمایا:’’ولہ الحمد فی السموٰت والارض‘‘ ﴿اور اسی اللہ تعالیٰ کی حمد ہے آسمانوں میں اور زمین میں۔﴾ اس آیت میں حصر کردیا کہ حمد صرف اسی اللہ تعالیٰ کی ہے۔

سورہ(الجاثیہ:۳۶) میں فرمایا:’’فللّٰہ الحمد رب السموٰت والارض رب العالمین‘‘ ﴿پس اللہ تعالیٰ ہی کے لئے حمد ہے۔ جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ سارے جہانوں کا رب ہے۔﴾

سیددوعالم ﷺ کو ارشاد فرمایا کہ آپ بھی یہ اعلان فرمادیں کہ:’’قل الحمد لله وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ (النمل:۵۹)‘‘ ﴿آپ فرمادیجئے ہر قسم کی حمد صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے اور سلام ہو اللہ تعالیٰ کے ان بندوں پر جن کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے۔﴾

مندرجہ بالا چند آیات میں یہ فوائد ہیں کہ:

الف...... حمد صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔

ب...... وہی تمام کائنات کا رب ہے۔ اس لئے حمد کا مستحق بھی وہی اللہ تعالیٰ ہے۔

ج...... حمد کا کلمہ ان پاکیزہ بندوں کے لئے بھی نہ بولا جائے گا۔ جن کو خود اللہ تعالیٰ نے چن کر نبی اور رسول بنایا۔ بلکہ ان پر سلام کہا جائے گا۔ موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام۔

د...... اس آخری آیت میں اصطفیٰ کا کلمہ ارشاد فرمایا جو کہ فعل ماضی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جن کو اپنا نبی بنانا تھا بنالیا ہے۔ اب آئندہ کسی کو نبی نہ بنائے گا۔

۲...... مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:’’اور خداوند وہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں تو کھڑا ہو۔‘‘ (تذکرہ ص۲۹۱)

اس عبارت میں ایک تو خداوند قدوس کا جسم ثابت کیا ہے۔ کھڑا ہونا تو یہ بدن کا عمل ہے اور پھر اس میں اللہ تعالیٰ سے اپنے آپ کو اعلیٰ بتایا ہے کہ جہاں مرزا کھڑا ہوتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ بھی کھڑا ہوتا ہے۔

مسلمان، قادیانیوں کو اس لئے بھی کافر سمجھتے ہیں کہ:

۴...... مرزا قادیانی نے سب انبیاء علیہم السلام سے اپنے آپ کو اعلیٰ اور برتر کہا اور ان کے نام لے لے کر اپنی برتری کا اعلان کیا ہے۔ جیسا کہ (اعجاز احمدی ص۶۹، خزائن ج۱۹

ص۱۸۱) میں لکھا ہے کہ:''تکدر ماء السابقین وعیننا ۰ الیٰ آخر الایام لا تتکدر''
(ترجمہ از مرزا: پہلوں کا پانی مکدر ہوگیا اور ہمارا پانی آخر زمانہ تک مکدر نہ ہوگا۔) یعنی انبیاء سابقین علیہم السلام جو اللہ تعالیٰ کے سچے نبی تھے ان کا پانی تو مکدر (گدلا) ہوگیا۔ مگر مرزا کا پانی قیامت تک گدلا نہ ہوگا۔ (نعوذ باللہ)

مرزا قادیانی نے کہا ہے۔

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(براہین احمدیہ پنجم ص۱۰۳، خزائن ج۲۱ ص۱۳۳)

مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ:''آسمان سے کئی تخت اترے۔ مگر سب سے اونچا میرا تخت بچھایا گیا۔'' (تذکرہ ص۳۳۹)

مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ:''خداوند تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔'' (چشمہ معرفت ص۳۱۷، خزائن ج۲۳ ص۳۳۲)

مرزا قادیانی نے اپنے ایک بیٹے مرزا بشیر احمد کا نام ''قمر الانبیاء'' رکھا۔ جس کا ترجمہ ''نبیوں کا چاند'' ہے اور اسی نام کے ساتھ بشیر احمد کی سوانح حیات اتالیق منزل ربوہ نے ۱۹۶۴ء میں شائع کی ہے۔ مرزا قادیانی کو اس کی بیوہ نے نبیوں کا چاند کہا۔ جیسا کہ سیرت مسیح موعود میں عرفانی نے لکھا ہے کہ:''جب حضرت مسیح موعود کا جسد مبارک لاہور سے لاکر باغ میں رکھا ہوا تھا، خاکسار عرفانی بعض دوسرے دوستوں کے ساتھ جنازہ کی حفاظت پر مامور تھا۔'' حضرات ام المؤمنین تشریف لائیں اور فرمایا:''تو نبیوں کا چاند تھا۔ تیرے ذریعہ میرے گھر میں فرشتے اترتے تھے اور خدا کلام کرتا تھا۔'' (ص۳۰۵)

۳...... مسلمان قادیانیوں کو اس لئے کافر سمجھتے ہیں کہ: مرزا غلام احمد قادیانی نے سید دوعالم ﷺ کی جس قدر توہین کی ہے اتنی کسی کافر نے بھی نہیں کی۔ اس بے ادبی اور توہین کے بیان کے لئے تو دفاتر درکار ہیں۔ مگر یہاں صرف چند امور ذکر کئے جاتے ہیں۔

۴...... ختم نبوت کا وہ باب عظیم جو چودہ سو سال سے بند تھا اور اب بھی بند ہے۔ اس ڈاکو نے اسے توڑنے کے لئے بڑا زور لگایا اور اعلان کیا کہ وہ نبی ہے اور انبیاء سابقین علیہم السلام کی طرح نبی ہے۔

سب سے بڑی جرأت اور گستاخی اور سب سے بڑا کفر یہ کیا ہے کہ جو آیات خداوند قدوس نے قرآن عزیز میں سید دوعالم ﷺ کی رسالت کے لئے نازل فرمائی ہیں ان کو اپنے ناپاک بدن پر پیوست کرنے کی مذموم کوشش کی ہے۔ حتیٰ کہ اس سارق نے وہ مبارک نام بھی اپنے لئے بتائے ہیں۔ جو صرف سید دوعالم ﷺ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ جیسا کہ سورۃ (الفتح:۲۸) میں ارشاد ہے۔ ''ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق '' ﴿اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا۔﴾ مگر مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ مجھے بتایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ: ''ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق'' (اعجاز احمدی ص۷، خزائن ج۱۹ص۱۱۳)

اس سے بڑا کفر اور کون سا ہو سکتا ہے کہ اس آیت کو صرف اپنے لئے خاص کیا ہے۔ جیسا کہ تو ہی کے کلمہ سے ظاہر ہے۔ اسی سورۃ (الفتح:۲۹) میں ارشاد فرمایا: ''محمد رسول اللّٰه'' ﴿محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔﴾

مگر مرزا قادیانی یہ کہتا ہے کہ: ''اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۳، خزائن ج۱۸ص۲۰۷)

تنبیہ: جن مسلمانوں کو رواداری کا ہیضہ ہے وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ قادیانی کم از کم کلمہ تو وہی پڑھتے ہیں جو ہم پڑھتے ہیں۔ ان کو غور کرنا چاہئے کہ جب قادیانی، مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ مانتے ہیں تو اب ان کا کلمہ، اسلام کا کلمہ کیسے ہوا؟

۲...... قرآن عزیز نے سورہ (انبیاء:۱۰۷) میں ارشاد فرمایا: ''وما ارسلناك الا رحمة للعالمین '' ﴿اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر رحمت تمام جہانوں کیلئے۔﴾ مرزا قادیانی اپنے لئے کہتا ہے۔ ''وما ارسلنك الا رحمة للعلمین '' اور میں نے تجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تا سب لوگوں کے لئے رحمت کا سامان پیش کروں۔ (تذکرہ ص۸۱)

۳...... قرآن عزیز نے سید دوعالم ﷺ کو سب سے آخری نبی قرار دیتے ہوئے (احزاب:۴۰) میں فرمایا: ''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰه وخاتم النبیین وکان اللّٰه بکل شئٍ علیما '' ﴿محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہ تھے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور سب نبیوں پر مہر تھے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بخوبی جانتا ہے۔﴾

اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ:

الف...... محمد ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں۔

ب...... آپؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

ج...... آپؐ سب نبیوں پر مہر ہیں۔(نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے)

د...... اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔ اس لئے کوئی یہ شک نہ کرے کہ آپؐ ہی کو کیوں خاتم الانبیاء بنایا گیا۔ آپؐ سے پہلے یہ درجہ اور اعزاز کسی دوسرے نبی علیہ السلام کو کیوں نہ دیا گیا۔

ختم نبوت کی واضح مثال دیتے ہوئے سیدو عالمﷺ نے فرمایا:''میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی مثال اس خوبصورت محل کی طرح ہے جسے شاندار طریقہ پر تعمیر کیا گیا۔ مگر اس میں صرف ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو۔ پس دیکھنے والے اس کے اردگرد پھر کر اس شاندار عمارت کو بہت ہی پسند کرتے ہوں۔ مگر اس ایک اینٹ کی جگہ خالی دیکھتے ہوں۔ پس وہ آخری اینٹ میں ہوں اور میرے آنے پر وہ عمارت مکمل ہوگئی۔'' (بخاری ج۱ص۵۰۱، باب خاتم النبیین، مسلم ج۲ص۲۴۸، باب ذکر کونہ (ﷺ) خاتم النبیین، مشکوٰۃ ص۵۱۱، باب فضائل سید المرسلینﷺ)

سیدو عالمﷺ کے جسد اطہر کو غسل دیتے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ فرما کر ہر قسم کی آسمانی خبر کے ختم ہونے کا اعلان فرمایا۔ آپؓ نے فرمایا:''**بابی وامی لقد انقطع بموتك مالم ينقطع بموت غيرك من النبوة والانباء واخباء السماء** (نہج البلاغۃ مترجم ص۱۳۰۳)'' ﴿میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں۔ جناب کی موت سے وہ سلسلہ بند ہوگیا۔ جو اس سے پہلے کسی نبی کی موت سے بند نہ ہوا تھا۔ نبوت، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینی اور آسمان سے خبر آنی بند ہوگئی۔﴾

مگر مرزا قادیانی نے کہا ہے:''**فاراداللّٰه ان يتم النبأ و يكمل البناء باللبنة الاخرة فانا تلك اللبنة ايها الناظرون** ''(پس خدا نے چاہا کہ اس عمارت میں وہ آخری اینٹ لگا کر اس کو مکمل کر دے۔ پس اے دیکھنے والو وہ آخری اینٹ میں ہوں۔)

(خطبہ الہامیہ ص۱۷۸، خزائن ج۱۶ص ایضاً)

اسی طرح اس گستاخ اور شقی مرزا قادیانی نے صرف ختم نبوت کو توڑنے کی مذموم کوشش نہیں کی بلکہ قادیانیوں نے نبوت کا ڈپو کھول دیا ہے۔ جیسا کہ قادیانیوں نے قرآن مجید کی سورہ فاتحہ کی معنوی تحریف کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ:''اس دعاء کے ذریعہ ہر ایک مسلمان کا فرض رکھا گیا ہے کہ وہ اعلیٰ سے اعلیٰ انعامات جن میں نبوت بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے طلب کرے۔'' (ترجمہ قرآن مجید مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان)

چنانچہ ایسی کتابیں اب بھی لکھی جارہی ہیں اور شائع ہو رہی ہیں۔ جیسا کہ ”زندہ خدا اور سلسلہ وحی والہام“ کے نام سے کتب اور رسائل شائع کئے جارہے ہیں۔ مذکورہ بالا نام کے رسالہ ص ۴۵ میں نورالدین بھیروی کے متعلق لکھا ہے کہ: ”اسے اللہ تعالیٰ کی ہم کلامی کا شرف عطاء ہوا ہے اور اس نے خدا کی آواز سنی ہے۔“

مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ: ”یہ خیال مت کرو کہ خدا کی وحی آگے نہیں۔ بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اور روح القدس (جبریل علیہ السلام) اب اتر نہیں سکتا۔ بلکہ پہلے زمانوں میں ہی اتر چکا اور میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ مگر روح القدس کے اترنے کا کبھی دروازہ بند نہیں ہوتا۔“ (کشتی نوح ص ۲۶، خزائن ج ۱۹ ص ۲۴، ۲۵)

اسی طرح بدبخت مرزا قادیانی نے سید دو عالم ﷺ کی شان اقدس میں جو گستاخی کی ہے دل پر پتھر رکھ کر چند عبارتیں نقل کی جاتی ہیں۔ ”تم خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں۔ کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔“ (اربعین نمبر ۴ ص ۱۴، خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۵)

مرزا قادیانی نے یہ بھی کہا ہے کہ: ”اور اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ آخر زمانہ میں بدر ہو جائے۔ خدا تعالیٰ کے حکم سے۔“ (خطبہ الہامیہ ص ۲۷۵، خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

یعنی حضور انور ﷺ کا زمانہ اقدس تو پہلی رات کا چاند تھا۔ مگر قادیانی کا زمانہ چودھویں رات کا چاند ہے۔

مرزا قادیانی نے کہا کہ: اس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کرے گا۔“ (اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

اس عبارت پر غور فرماویں۔ سید دو عالم ﷺ کے لئے مفرد کی ضمیر استعمال کی پھر معجزہ شق القمر کو جس کا ذکر قرآن عزیز نے سورۃ القمر پ ۲۷ میں فرمایا اس کو خسوف کہا۔ یعنی چاند گرہن پھر اپنی فضیلت یوں ظاہر کی کہ میرے زمانہ میں چاند اور سورج دونوں کو گرہن لگا تو میرا درجہ حضور انور ﷺ سے بڑھ گیا۔ (نعوذ باللہ)

مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو سید الانبیاء ﷺ سے اعلیٰ اور افضل سمجھ کر درود شریف میں یہ تبدیلی کی۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کا ایک مرید سراج الحق کہتا ہے۔ ”جب میں پہنچا تو فرمایا صاحبزادہ صاحب آگئے ہیں۔ میں نے عرض کیا حضرت صلی اللہ علیک وعلی محمد آگیا ...... میں نے

عرض کیا کہ حضرت صلی اللہ علیک وعلیٰ محمد مجھے کوئی تکلیف نہیں...... میں نے عرض کیا حضرت صلی اللہ علیک وعلیٰ محمد بہت اچھا...... میں نے عرض کیا حضرت صلی اللہ علیک وعلیٰ محمد جاگ اٹھا۔''

(سیرۃ مسیح موعود از یعقوب علی عرفانی ج۳ ص۳۴۱ تا ۳۴۳)

''ایک دفعہ مغرب کی نماز پڑھی گئی اور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کھڑا تھا۔ جب نماز کا سلام پھیرا گیا تو آپ نے بایاں ہاتھ میرے دائیں ران پر رکھ کر فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب اس وقت میں التحیات پڑھتا تھا۔ الہاماً میری زبان پر جاری ہوا کہ صلی اللہ علیک وعلیٰ محمد''

(سیرۃ مسیح موعود ج۳ ص۳۴۵)

مرزا قادیانی نے کہا کہ: ''داعی الی اللہ اور سراج منیر یہ دو نام اور دو خطاب خاص آنحضرتﷺ کو قرآن شریف میں دیئے گئے ہیں۔ پھر وہی دو خطاب الہام میں مجھے دیئے گئے۔''

(اربعین نمبر۲ ص۵، خزائن ج۱۷ ص۳۵۱)

مرزا قادیانی نے سید دو عالمﷺ کی حدیث کو بھی اپنی وحی کے تابع قرار دیتے ہوئے لکھا ہے۔ ''تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے تابع ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔''

(اعجاز احمدی ص۳۰، خزائن ج۱۹ ص۱۴۰)

الغرض کہاں تک اس مختصر رسالہ میں ان کفریات کو ذکر کیا جائے۔ جو مرزا قادیانی نے سید دو عالمﷺ کی شان اقدس میں کہے ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔

مسلمان قادیانیوں کو اس لئے بھی کافر سمجھتے ہیں کہ:

۵...... مرزا قادیانی نے ازواج نبی کریمﷺ (امہات المؤمنینؓ اور اولاد سید دو عالمﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے) جیسا کہ:

۱...... اپنی بیوی کو شعائر اللہ کہا۔ (خدا کی عظمت کی نشانی)

''ڈاکٹر صادق نے بیان کیا ہے کہ کسی دیوار کے متعلق حضرت ام المؤمنین کی رائے تھی کہ یوں بنائی جائے اور مولوی عبدالکریم کی رائے اس کے خلاف تھی۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف نے حضرت اقدس سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا۔ خدا تعالیٰ نے مجھے لڑکوں کی بشارت دی ہے اور وہ اس بی بی کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اس لئے میں اسے شعائر اللہ سے سمجھ کر اس کی خاطر داری رکھتا ہوں اور جو وہ کہے مان لیتا ہوں۔''

(سیرۃ مسیح موعود از عرفانی ج۳ ص۳۹۷)

۲...... حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا نام یوں لیا ہے۔ ''اذکر نعمتی رأیت

خـــدیـــجتـــی ’’مجھے بشارت دی گئی کہ تمہاری شادی خاندان سادات میں ہوگی......اور فقرہ خدیجتی سے مراد اولا د خدیجہ یعنی بنی فاطمہ ہے۔ (اربعین نمبر۲ص۳۶، خزائن ج۱۷ص۳۸۵)

۳...... سیدہ ومکرمہ حضرت فاطمہؓ کے بارہ میں کہا ہے کہ: ’’ایک مرتبہ نماز مغرب کے بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غیبت سے جو خفیف سے نشاء سے مشابہ تھی۔ ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے یک دفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آئی۔ جیسے بسرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے۔ پھر اسی وقت پانچ آدمی نہایت وجیہہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آگئے۔ یعنی پیغمبر خدا(ﷺ) وحضرت علی وحسنین وفاطمہ زہراؓ اور ایک نے ان میں سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہؑ نے نہایت محبت اور شفقت سے مادر مہربان کی طرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھا۔‘‘ (تذکرہ ص۲۰)

سیدہ مکرمہ ومحترمہ کی شان تو یہ ہے کہ قیامت کے دن جب اس جگر گوشہ سید دوعالمﷺ کا گذر ہوگا تو سب انسانوں کو ادب اور احترام کے ساتھ آنکھیں بند کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ ’’حتی تمر بنت محمدﷺ‘‘

امام عالی مقام سیدنا امام حسین بن علی علیہما السلام کا درجہ اسلام میں جس قدر بلند ہے وہ سب دنیا جانتی ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے یہاں بھی خبث باطن کا یوں اظہار کیا۔ ’’اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے امام حسن اور امام حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں میرا خدا عنقریب ظاہر کردے گا اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔ مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کرلو۔ اب تک تم روتے ہو۔ پس سوچ لو اور میں خدا کا کشتہ ہوں۔ لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۵۲، خزائن ج۱۹ص۱۶۴)

قادیانیوں کو مسلمان اس لئے بھی کافر سمجھتے ہیں کہ:

۶...... مرزا قادیانی نے قرآن عزیز کی توہین کی ہے۔ جیسا کہ:

الف...... مرزا قادیانی نے اپنے کلام کو بھی قرآن عزیز کی طرح معجزہ کہا ہے۔ ’’اس کے معجزات میں سے معجزانہ کلام بھی تھا۔ اسی طرح مجھے وہ کلام دیا گیا جو سب پر غالب ہے۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۷۱، خزائن ج۱۹ص۱۸۳)

اس کلام میں ایک تو حسب عادت مرزا قادیانی نے سید دوعالمﷺ کو ’’اس کے‘‘ گستاخانہ کلمہ سے تعبیر کیا ہے اور دوسرا ادھر اشارہ کیا ہے کہ سید دوعالمﷺ کا معجزانہ کلام ’’تھا‘‘ یعنی

اب نہیں رہااور تیسرا اپنے کلام کو بھی قرآن عزیز کی طرح معجزانہ کلام کہا۔

ب...... قرآن شریف کے بارہ میں اس نے کہا ہے کہ:''قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔'' (تذکرہ ص۹۹)

آج تک مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے کہ قرآن شریف اس کلام پاک کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ نے سید دو عالم ﷺ پر نازل فرمایا اور وہ اللہ تعالیٰ ہی کا کلام ہے۔ اس لئے کسی بھی سچے نبی علیہ السلام کے کلام کو بھی قرآن شریف نہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ خود سید دو عالم ﷺ کے ارشادات عالیہ کو اس کے باوجود کہ قرآن عزیز نے سورہ النجم آیت نمبر۴ میں آپؐ کے نطق کو وحی فرمایا ہے۔ ہم قرآن شریف نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ حدیث ہی کہہ سکتے ہیں اور یہی مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے۔

مگر مرزا قادیانی نے اپنے منہ کی باتوں کو قرآن شریف کہا ہے اور ان باتوں کے پڑھنے کو قرأت اور تلاوت کے ساتھ تعبیر کیا۔ جیسا کہ قرآن عزیز کی قرأت اور تلاوت کی جاتی ہے۔ تذکرہ ص۵۲ پر یہ کلمات ذکر کئے گئے۔''واتل علیهم ما اوحی الیك من ربك''

اس بدبخت نے ارشاد قرآن عزیز کے ارشاد:''اتل ما اوحی الیك من الكتاب (العنکبوت:٤٥)''میں لفظی تحریف بھی کر دی۔ حالانکہ قرآن کا اعلان ہے کہ دنیا بھر کے انسان اور جن سب اکٹھے ہو کر بھی اس قرآن کی مثل ہرگز نہ لاسکیں گے۔ ارشاد قرآن عزیز ہے کہ:''قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یأتوا بمثل هذا القرآن لایأتون بمثله ولوكان بعضهم لبعض ظهیراً (بنی اسرائیل:۸۸)'' ﴿آپ فرمادیجئے اگر سارے انسان اور جن اکٹھے ہو کر بھی اس قرآن کی مثل لانا چاہیں تو ہرگز نہ لاسکیں گے اگر وہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد بھی کریں۔﴾

مگر مرزا قادیانی کا عقیدہ اور دعویٰ یہ ہے کہ قرآن شریف صرف خدا کی کتاب کا نام نہیں بلکہ اس کے ساتھ اس کے منہ کی باتوں کو بھی ملایا جائے۔ تب قرآن شریف کہلایا جائے گا۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ مرزا نے اپنا الہام یہ بیان کیا ہے۔''انا انزلناه قریباً من القادیان (تذکرہ:۷٤)''اس کلام میں مسلمانوں کے ہاں تو صرف''انا انزلناه'' قرآن شریف ہے۔ باقی مرزا قادیانی کی خرافات ہیں۔ مگر قادیانیوں کے ہاں انا انزلناه قرآن نہیں جب تک کہ''قریباً من القادیان''نہ ملایا جائے۔

قادیانیوں کو مسلمان اس لئے بھی کافر کہتے ہیں کہ:

۷...... مرزا قادیانی نے اپنے بیٹے بشیر الدین محمود کے بارہ میں یہ الہام بیان کیا

ہے کہ:"انا نبشرك بغلام حليم مظهر الحق والعلاء كأن الله نزل من السماء"
ترجمہ:...... "ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے اترا۔" (انجام آتھم ص ۶۲، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

چنانچہ قادیانی بیس فروری کو اس کا دن مناتے ہیں۔ ان کے ہاں بھی بشیر الدین کا یہی مقام ہے۔ قیس مینائی قادیانی کی ایک طویل نظم سے چند اشعار درج کئے جاتے ہیں:

شور ہے اک ملاء اعلیٰ پر ۔۔۔ ہر فرشتہ کی ہے زبان پر درود
ہے جہاں تک خیال کی پرواز ۔۔۔ ہر فرشتہ ہے سربسجود
آسماں سے ہے قدسیوں کا نزول ۔۔۔ ہورہا ہے ملائکہ کا ورود
کس کی تکریم کے لئے اترے ۔۔۔ آسماں سے ملائکہ کے جنود
جس کو حاصل ہے منصب عالی ۔۔۔ جس کو کہتے ہیں مصلح موعود
مظہر ذوالجلال والاکرام
مظہر الحق والعلا محمود

اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ توہین آمیز مندرجہ ذیل کلام ہے جو الفضل میں شائع ہوا ہے۔

لقد جاء ذكرك فى حديث محمد
وفى الصحف الاولىٰ التى للاوائل

(الفضل مورخہ ۲۷ر جولائی ۱۹۴۹ء، الفضل مورخہ ۱۹ر فروری ۱۹۵۰ء)

ترجمہ: بیشک تیرا ذکر محمد (ﷺ) کی حدیث میں آیا ہے اور پہلی کتابوں میں بھی آیا ہے۔

"ناظرین! بالانصاف کی خدمت میں باپ (مسیح موعود) اور اس کے بیٹے (مصلح موعود) کا ایک واقعہ نقل کیا جاتا ہے۔ جس سے ان دونوں کے تشخص کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

جاڑے کا موسم تھا۔ محمود نے جو اس وقت بچہ تھا آپ کی واسکٹ کی جیب میں ایک بڑی اینٹ ڈال دی۔ آپ جب لیٹیں وہ اینٹ چبھے، میں موجود تھا۔ آپ حامد علی سے فرماتے ہیں حامد چند روز ہوئے ہماری پسلی میں درد ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کوئی چیز چبھتی ہے۔ وہ حیران ہوا اور آپ کے جسد مبارک پر ہاتھ پھیرنے لگا اور آخر اس کا ہاتھ اینٹ سے جالگا۔ جھٹ جیب سے نکالی اور عرض کی، اینٹ تھی جو آپ کو چبھتی تھی۔ مسکرا کر فرمایا، چند روز ہوئے محمود نے میری جیب میں ڈال دی تھی اور کہا تھا اسے نکالنا نہیں میں اس سے کھیلوں گا۔"

(سیرت مسیح موعود از عرفانی حصہ سوم ص ۳۶۹)

''یہ وہ بیٹا ہے جس کے لئے باپ نے کہا:''کان الله نزل من السماء ''(نعوذ باللہ منہ) (سیرت مسیح موعود از عرفانی ص۶۱۹)

قادیانیوں کی قرآن مجید کے خلاف خطرناک سازش

اللہ تعالیٰ نے قرآن عزیز کو کتاب کامل قرار دیا۔ جس طرح دین اسلام کو دین کامل قرار دلایا، ارشاد خداوند قدوس ہے۔''وتمت کلمت ربك صدقاً وعدلاً (الانعام:۱۱۵)'' ﴿اور پوری ہو چکیں تیرے رب کی باتیں سچائی اور انصاف کے لحاظ سے۔﴾

اسی طرح ارشاد قرآن عزیز ہے۔''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی (المائدہ:۳)'' ﴿آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر احسان اپنا۔﴾

ساتھ ہی قرآن عزیز نے ایک خطرہ سے آگاہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:''وکذلك جعلنا لکل نبی عدواً شیاطین الانس والجن یوحی بعضهم الیٰ بعض زخرف القول غرورا (الانعام:۱۱۲)'' ﴿اور اسی طرح کر دیا ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن شریر آدمیوں کو اور جنوں کو جو کہ سکھلاتے ہیں ایک دوسرے کو ملمع کی ہوئی باتیں فریب دینے کے لئے۔﴾

چنانچہ مرزا قادیانی پر جو شیطانی وحی نازل ہوتی ہے اس کا مختصر سا حال یہ ہے۔ ادھر تو قرآن عزیز کو اپنے منہ کی بات قرار دیا اور پھر قرآنی آیات میں قطع برید کر کے اپنی من مانی باتیں اس طرح ملا دیں کہ قرآن عزیز کا تشخص بالکل بدل گیا۔ اگر اس خطرناک سازش کا ازالہ نہ کیا جاتا تو کچھ عرصہ بعد قرآن عزیز، قرآن عزیز نہ رہتا۔ دراصل یہودیوں اور قادیانیوں کی ملی جلی سازش ہے۔ قادیانی اسی وحی شیطانی کو وحی ربانی سمجھتے ہیں اور نمازوں میں بھی پڑھتے ہیں جیسا کہ:''رؤیا میں، میں نے ایک سفید تہ بند باندھا ہوا ہے۔ مگر وہ بالکل سفید نہیں کچھ کچھ میلا ہے۔ اسی اثناء میں مولوی صاحب نماز پڑھانے لگے ہیں اور انہوں نے سورۂ الحمد جہر سے پڑھی اور انہوں نے یہ پڑھا:''الفارق وما ادراك ما الفارق ''اسی وقت مجھے یہی معلوم ہوا کہ قرآن شریف میں سے ہی ہے۔ رؤیا۔ مولوی حکیم نورالدین صاحب نے نماز جہری میں سورہ فاتحہ پڑھ کر''الفارق وما ادراك ما الفارق ''پڑھا۔'' (تذکرہ ص۵۲۲)

از مرتب: یہ کلام نہ تو قرآن عزیز میں ہے اور نہ ہی حدیث میں ہے۔ برادران اسلام کی آگاہی کے لئے اس شیطانی وحی کا نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔ جسے آسمانی اور حقیقی وحی (قرآن

عزیز) میں داخل کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی ہے۔ملاحظہ ہو:''انا انزلناه قريباً من القاديان وبالحق انزلناه وبالحق نزل صدق الله ورسوله وكان امر الله مفعولا ۰ ان السمٰوٰت والارض كانتا رتقا ففتقنهما هما هوالذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ومن يبتغ غيره ۰ قاتلهم الله انى يوفكون قل يا ايها الكفار انى من الصادقين فسيكفيكهم الله ويردها اليك لا مبدل لكلمات الله ان وعد الله حق وان ربك فعال لما يريد قل اى وربى انه لحق ولاتكن من الممترين انا زوجناكها انما امرنا اذا اردنا شيئا ان تقول له كن فيكون'' (اربعین نمبر۲ص۳۲تا۳۵،خزائن ج۱۷ص۳۸۰تا۳۸۳)

''خسفنا القمر والشمس فى رمضان فباى آلاء ربكما تكذبان''

(تذکرہ ص۴۴۱)

''خلقنا الانسان فى احسن تقويم وكنا كذالك خالقين''

(تذکرہ ص۹۱۰)

''يا احمد فاضت الرحمة على شفيتك انا اعطيناك الكوثر ۰ فصل لربك وانحر واقم الصلوٰة لذكرى انت معى وانا معك سرك سرى وضعنا عنك زرك الذى انقض ظهرك ورفعنا لك ذكرك انك علىٰ صراطٍ مستقيم وجيها فى الدنيا والآخرة ومن المقربين'' (تذکرہ ص۹۴)

مرزا قادیانی کے نزعومہ الہامات میں بہت سے کلمات قرآن عزیز کے ہیں جن کا خطاب سید دوعالم ﷺ کو ہے۔آخری آیت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہے۔مرزا قادیانی نے قرآن عزیز میں خلط کر کے سب کا مخاطب اپنی ذات کو بنایا ہے۔یہ بھی سب سے بڑا کفر ہے۔

نوٹ!اربعین کی مذکورہ بالا وحی محمدی بیگم مرحومہ کے متعلق ہے۔جس سے مرزا محروم ہی رہا۔رسالہ کے طوالت کے خوف سے انہی چند عبارات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

مسلمان قادیانیوں کو اس لئے بھی کافر سمجھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی توہین کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

۸...... ''میرا دعویٰ ہے کہ تمام دنیا میں گورنمنٹ برطانیہ جیسی کوئی ایسی گورنمنٹ نہیں جس نے زمین پر ایسا امن قائم کیا ہو۔میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے تحت میں اشاعت حق کر سکتے ہیں یہ خدمت ہم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں بیٹھ کر بھی

ہرگز بجانہیں لاسکتے۔''

(کشتی نوح ص۶۹، حاشیہ خزائن ج۱۹ص ۷۵، ازالہ اوہام ص۵۶ حاشیہ، خزائن ج۳ص ۱۴۰)

مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ:''کشفی طور پر میں نے دیکھا ہے کہ میرے بھائی مرحوم غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر بآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے ان فقرات کو پڑھا ''انا انزلناه قريباً من القاديان ''تو میں نے سن کر بہت تعجب سے کہا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے؟ تب انہوں نے کہا یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ پر شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔''

(تذکرہ ص۷۵، ازالہ ص۷۶، ۷۷، خزائن ج۳ص ۱۴۰ حاشیہ)

قادیان چھن جانے کے بعد اب ربوہ کے متعلق توہین آمیز عقیدہ ملاحظہ فرماویں۔ رسالہ کے اختصار کی وجہ سے صرف چند عبارتیں باحوالہ نقل کی جاتی ہیں۔ ربوہ کی عبادت گاہ کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب پر الفضل نے جو مقالہ لکھا ہے اس کی آخری سطور یہ ہیں۔''ربوہ کی مسجد کا سنگ بنیاد صرف اسی مسجد کا سنگ بنیاد نہیں بلکہ مسجد قادیان، مسجد نبوی کے استحکام اور کعبۃ اللہ کی مرکزی حیثیت کا اعتراف ہے۔'' (الفضل مورخہ ۷؍اکتوبر ۱۹۴۹ء)

مرزا بشیرالدین نے''خداتعالیٰ سے خطاب'' کے گستاخانہ عنوان سے ایک نظم کہی ہے جس کے چند اشعار درج ہیں۔

آپ آکے محمد کی عمارت کو بنائیں ہم کفر کے آثار کو دنیا سے مٹائیں
پھر ناف میں دنیا کی ترا گاڑ دیں نیزہ پھر پرچم اسلام کو عالم میں اڑائیں
جس شان سے آئے تھے مکہ میں مری جاں اک بار اسی شان سے ربوہ میں آئیں

از مرتب! مرزا بشیرالدین نے خداتعالیٰ کو خطاب کیا ہے کہ مکہ کی طرح ربوہ میں آجا۔ جس طرح بیت اللہ مکرمہ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ دنیا کے عین وسط میں ہے۔ اسی طرح بشیر نے ربوہ کو مرکز ارضی قرار دے کر گستاخی کا ارتکاب کیا ہے۔ دربار رسالت خاتمہ کے گستاخ اکمل قادیانی نے بھی ایک نظم کہی جس میں یہ کہا ہے۔

غیر ذی زرع ہے مولا تیرے ربوہ کی زمیں جلد دیکھیں اسے ہم ذات قرار معین

حضرت احمد مرسل ہیں مسیح موعود — حسن واحسان میں نظران کے ہیں فرزند مہین
وہ براہیمی ہیں اس واسطے من کل ثمرات — پائیں گے بہرہ وافی نہ کبھی ہوں گے حزیں

(الفضل مورخہ یکم راکتوبر ۱۹۴۸ء)

بڑے میاں نے تو قادیان کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جیسی عظمت کی بستی قرار دیا تھا اور چھوٹے میاں نے ربوہ کو بھی اس فہرست میں شریک کرلیا۔ اناللہ!

ازمرتب! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ کے قریب یہ دعا فرمائی تھی۔ ''ربنا انی اسکنت من ذریتی بوادغیر ذی ذرع (ابراہیم:۳۷)'' تو قادیانیوں نے ربوہ کو اس پاک سرزمین کا نام دیا اور مرزابشیر الدین کو ابراہیمی کہا۔ اس کی دلیل میں اسی شاعر نے مرزا کا یہ قول درج کیا ہے۔

نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، خزائن ج۲۱ ص۱۳۳)

مسلمان قادیانیوں کو اس لئے بھی کافر سمجھتے ہیں کہ:

۹...... مرزاقادیانی نے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور اولیاء عظام کو مغلظ گالیاں دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے برصغیر جب سے نور اسلام سے منور ہوا ہے اس وقت سے لے کر آج تک حفاظت اسلام کی سعادت برصغیر کے علماء کرام اور اولیاء عظام کو حاصل رہی ہے۔ جب بھی کوئی فتنہ دین اسلام کے خلاف نمودار ہوا یہ پاکیزہ لوگ کمربستہ ہوگئے اور اس کو ملیامیٹ کر دیا۔ کیونکہ برصغیر کے عامتہ المسلمین کو علماء کرام اور اولیاء عظام پر اعتماد رہا ہے اور آج بھی ہے۔ (فالحمدللہ)

ورنہ اسپین جہاں آٹھ سو سال تک مسلمانوں نے حکومت کی، آج وہ پورا عیسائیت کی گود میں جاچکا ہے اور برائے نام بھی کوئی مسلمان موجود نہیں۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ وہ ملک علماء کرام اور اولیاء عظام کی سرپرستی سے محروم تھا۔ مگر برصغیر میں جب بھی کوئی فتنہ اٹھا تو علماء کرام بے خطر اس کے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان ہی کی برکت سے برصغیر تمام فتنوں سے محفوظ رہا اور انشاء اللہ محفوظ رہے گا۔ برصغیر کے بادشاہ اکبر نے جب دین الٰہی اور دین اکبری کا فتنہ کھڑا کیا تو مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے اس عظیم بادشاہ کے ساتھ ایسی ٹکر لی کہ وہ فتنہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مٹ گیا۔ چنانچہ ہر لادینی تحریک نے علماء کرام ہی کو نشانہ بنایا۔ مگر علماء کرام کامیاب رہے۔ اسی طرح جب مرزاقادیانی نے دین اسلام کے خلاف سازش شروع کی تو تمام مکاتیب فکر

کے علماء کرام اور اولیاء عظام نے یک آواز ہو کر اس فتنہ سے لوگوں کو آگاہ کر کے بچانے کی مہم کا آغاز کیا تو اسی وقت سے علماء کرام اور اولیاء عظام اس بدزبان کی گالیوں کا نشانہ بن گئے۔ جن میں سے چند گالیوں کو ذکر کیا جاتا ہے۔

چونکہ تمام مکاتیب فکر کے علماء کرام نے مرزا کے کفر پر اتفاق کر لیا تھا۔ اس لئے سب کو اس نے گالیاں دیں۔ جیسا کہ علامہ علی حائری شیعہ کے متعلق کہا: ''تو مجھے گالی دیتا ہے اور میں نہیں جانتا کہ کیوں مجھے گالی دیتا ہے۔ کیا امام حسینؓ کے سبب تجھے رنج پہنچا۔ پس تو برافروختہ ہوا۔ کیا تو اس کو تمام دنیا سے زیادہ پرہیزگار سمجھتا ہے اور یہ تو بتلاؤ کہ اس سے تمہیں دینی فائدہ کیا پہنچا ہے۔ اے مبالغہ کرنے والے۔ میں تمہیں حیض والی عورت کی طرح دیکھتا ہوں۔ نہ اس عورت کی طرح جو حیض سے پاک ہوتی ہے۔'' (اعجاز احمدی ص ۶۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۰)

مولانا ثناء اللہ امرتسری ثم پاکستانی کو یوں خطاب کیا: ''اے عورتوں کے عار ثناء اللہ کب تک مردان جنگ کی طرح پلنگی دکھلائے گا۔'' (اعجاز احمدی ص ۸۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۶)

قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کے متعلق لکھا ہے کہ: ''واخرھم الشیطان الاعمی والغول الاغوئ یقال له رشید احمد الججوھی ''اس کا مرزا نے خود فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔ مگر ناظرین کو سمجھانے کے لئے اردو میں ترجمہ کیا جارہا ہے۔ ''اور ان سب سے آخر وہ اندھا شیطان اور گمراہ دیو جس کو رشید احمد گنگوہی کہا جاتا ہے۔''

(انجام آتھم ص ۲۵۲، خزائن ج ۱۱ ص ایضا)

ان ہی اکابر کے ساتھ حضرت مرشد عالم شیخ اللہ بخش تونسوی اور شیخ نظام الدین تونسویؒ کے خلاف بھی کہا ہے۔ جامع شریعت وطریقت مرشد عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ کے بارہ میں بدبخت نے یہ لکھا ہے:

''مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔ پس میں نے کہا اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت تو ملعون کے سبب سے ملعون ہوگئی۔ پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔ اے دیو تو نے بدبختی کی وجہ سے جھوٹ بولا۔ اے موت کے شکار خدا سے ڈر۔ کیوں دلیری کرتا ہے۔'' (اعجاز احمدی ص ۷۶،۷۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۸،۱۸۹)

کہاں تک ان دلخراش باتوں کو نقل کیا جائے گا۔ جو آج تک کسی نے نہ کہیں اور نہ کوئی شریف کہہ سکتا ہے۔ عام علماء کرام کے متعلق کہا ہے کہ: ''ان مولویوں پر افسوس! اگر ان میں دیانت ہوتی تو وہ تقویٰ کی راہ سے اپنی تسلی ہر طرح سے کراتے۔ مگر وہ لوگ جو ابوجہل کی مٹی سے

بنے ہوئے ہیں وہ اسی طریق کو اختیار کرتے ہیں جو ابو جہل نے اختیار کیا تھا۔"

فائدہ! ان علماء کرام اور اولیاء عظام کا قصور یہ ہے کہ وہ ایک کافر کو کافر کہتے ہیں اور یہ قصور عین ایمان کامل ہے۔ اللہ تعالیٰ علماء کرام کو جزاء خیر دے کہ امت کو ایک فتنہ سے بچا لیا۔

۱۰...... قادیانی کو مسلمان اس لئے بھی کافر سمجھتے ہیں کہ: اس نے مسلمانوں کو گالیاں دی ہیں اور کافر کہا ہے۔ "کل مسلم یقبلنی ویصدق دعوتی الاذریة البغایا" کل مسلمانوں نے مجھے مان لیا ہے اور تصدیق کی ہے۔ مگر کنجریوں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

مرزا قادیانی کی موت ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء میں ہوئی اور ۲۰ رمئی ۱۹۰۸ء کی مطبوعہ کتاب چشمہ معرفت میں مسلمانوں کے بارہ میں یہ لکھا۔ "اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا اور شیطان کا مع اپنی ذریت کے آخری حملہ تھا۔ اس لئے خدا نے شیطان کو شکست دینے کے لئے ہزار ہا نشان ایک جگہ جمع کر دیئے۔ لیکن پھر بھی وہ لوگ جو انسانوں میں سے شیطان میں وہ نہیں مانتے۔"

(چشمہ معرفت ص ۳۱۷، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۲)

اگر کوئی کافر، مسلمان ہو جائے یعنی "لا اله الا الله محمد رسول الله" پڑھ لے تو اس کو قادیانی کافر ہی سمجھتے ہیں۔ جب تک کہ مرزا قادیانی پر ایمان نہ لائے۔ مندرجہ ذیل واقعہ اس کی تصدیق کرتا ہے۔ ملک کے سابق وزیر اعظم ملک سر فیروز خان نونؒ نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ: "ایک شخص نے انگلینڈ میں اسلام قبول کیا۔ اسی رات ایک احمدی قادیانی مبلغ ان سے ملنے گئے اور کہا جب تک آپ مرزا غلام احمد کو نبی تسلیم نہیں کریں گے آپ مسلمان نہیں بن سکیں گے۔ اس شخص نے جواب دیا میں نے تو اسلام اس لئے قبول کیا تھا کہ اس میں فرقے نہیں۔ لیکن چونکہ فرقہ بندی آپ کے ہاں بھی ہے اس لئے میں عیسائی ہی بھلا۔"

(کتاب چشم دید از فیروز خان نون مرحوم مطبوعہ فیروز سنز ص ۱۱۱)

۱۱...... مسلمان قادیانیوں کو اس لئے بھی کافر سمجھتے ہیں کہ:

۱...... مرزا قادیانی نے تمام انبیاء علیہم السلام کی توہین کی اور اپنے آپ کو محمد اور احمد کا نام دے کر سید الانبیاء ﷺ کی توہین کی ہے۔

۲...... مرزا قادیانی کے الہامات کو وحی مقدس کا نام دیا گیا۔

۳...... مرزا کی بیوی کوام المومنین اور شعائر اللہ کہا۔
۴...... مرزا کی اولاد کو خاندان نبوت کہا گیا۔
۵...... مرزا پر ایمان لانے والے بدبختوں کو صحابی کہا گیا۔
۶...... بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والوں کو جنتی کہا۔
۷...... قادیان اور ربوہ کو مثیل مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کہا گیا۔

یعنی سید دو عالم ﷺ کی ذات پر انوار، حضور انور ﷺ کی ازواج مطہرات و اولاد حضور انور ﷺ کے جان نثار صحابہ کرامؓ اور شعائر اللہ کی پوری نقالی کی ہے اور سید دو عالم ﷺ پر آنے والی وحی کے مقابلہ میں اپنے الہامات کو قرآن شریف اور کتاب مقدس کہا۔ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع کا مقابلہ کرتے ہوئے بہشتی مقبرہ بنایا۔ اس لئے ایسے نقال اور گستاخ کو کافر کہنا اور کافر سمجھنا از روئے اسلامی تعلیمات ضروری ہے۔ واللہ الموفق!

ضروری

اس رسالہ میں قادیانیوں کے عقائد وغیرہ مرزا قادیانی اور قادیانیوں کی کتابوں سے نقل کئے گئے ہیں۔ اس لئے ہم پوری دیانت سے اعلان کرتے ہیں کہ اس میں مندرجہ حوالہ جات کو غلط ثابت کرنے والے کو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

خوشخبری! اس رسالہ کا انگریزی ترجمہ عنقریب شائع کیا جائے گا۔ خواہش مند حضرات ہم سے رابطہ قائم فرمائیں۔ ناشر!

ایک غلطی کا ازالہ

بعض دین سے بے بہرہ پڑھے لکھے لوگ اس مغالطہ کا شکار ہو جاتے ہیں کہ اگر قادیانی کافر ہوتے تو اتنے بڑے بڑے قانون دان، ڈاکٹر، سائنس دان کیوں قادیانی ہوتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کفر اور اسلام کا تعلق قرآن وحدیث اور اجماع امت کے ساتھ ہے۔ جس نظریہ کو قرآن وحدیث نے کفر قرار دیا وہ کفر ہی ہے۔ اگر کسی بڑے قانون دان یا سائنس دان کا کسی نظریہ کو قبول کرنا ہی معیار صداقت ہے تو پھر دنیا جانتی ہے کہ بھارت کا سابق ہندو وزیراعظم خود اپنا پیشاب پینا ہی اپنی صحت کا راز بتاتا تھا۔ اخبارات میں اس کے بیان اور اس کی تصاویر اپنے پیشاب سے بھرے ہوئے گلاس کے ساتھ کئی مرتبہ شائع ہو چکی ہیں تو پھر کیا اس لئے لوگ اپنا پیشاب پینا پسند کر لیں گے کہ ایک بہت بڑے ملک کا وزیراعظم یہ عمل کرتا ہے؟۔

أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

اہل وطن کے لئے

دعوت

غور وفکر

(حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

مقدمہ

جب سے آزاد کشمیر کی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تجویز متفقہ طور پر پاس کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اس دن سے قادیانیت کے ایوان میں زلزلہ آرہا ہے اور ایسی چالوں سے کام لیا جارہا ہے کہ جس سے عام مسلمان اس مسئلہ کو معمولی مسئلہ خیال کرتے ہوئے خاص توجہ نہ کریں۔

قادیانیوں کا آرگن ''الفضل'' اور دوسرے پمفلٹ اور اشتہارات یہ تاثر دینے کی سعی باطل کررہے ہیں کہ قادیانی مسلمان ہیں اور ان کی ساری محنت اور کوشش اسلام کی اشاعت کے لئے ہے۔ اس مختصر سے رسالہ میں جذبات سے خالی رہ کر قادیانیوں کے لٹریچر سے ہی ثابت کیا جائے گا کہ قادیانیت ایک سیاسی تحریک ہے جو اسلام کے نام پر تسلط حاصل کرنا چاہتی ہے۔ قادیانیت ایک مستقل علیحدہ امت ہے جو اپنے متنبی مرزاغلام احمد قادیانی کے دین کو پھیلاتے ہیں اور پھر اسی بل بوتے پر اقتدار کا خواب بھی دیکھ رہے ہیں۔ ناظرین سے استدعاء ہے کہ از راہ کرم بالکل خالی الذہن ہوکر اس رسالہ کو اوّل تا آخر مطالعہ فرماویں۔ اگر یہ معروضات درست معلوم ہوں تو ان کے مطابق توجہ فرماویں تاکہ یہ فتنہ جو سارے پاکستان کے لئے علمی، دینی، روحانی فتنہ ہے۔ اس ملک سے مٹ جائے اور ہم سب اپنے محبوب آقا سیدالانبیاء رحمت دوعالم محمد رسول اللہ ﷺ کو منہ دکھانے کے قابل ہوجائیں۔ اللہ تعالیٰ صحیح سمجھ عطاء فرماویں۔

ساتھ ہی قادیانی اہل وطن سے بھی درخواست ہے کہ آپ میں سے غالب اکثریت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے قادیانیت کو باپ دادا کا دین سمجھ کر اپنایا ہوا ہے۔ آپ نے نہ تو بانی قادیانیت مرزاغلام احمد قادیانی کا لٹریچر دیکھا اور نہ ہی کبھی تحقیق کی نظر سے اس تحریک کو دیکھا۔ اس لئے درخواست ہے کہ اپنی عاقبت کو سنوارنے کے لئے اس تحریک پر غوروفکر کریں۔ انشاء اللہ نور بصیرت حاصل ہوجائے گا اور امام الانبیاء ﷺ کی غلامی کی ابدی وسرمدی سعادت حاصل ہو جائے گی۔ واللہ الموفق!

قادیانیت کا پس منظر

مرزاغلام احمد قادیانی نے کسی خارجی اشارہ کی بناء پر نبوت اور رسالت کا دعویٰ کیا۔ مگر اسے علم تھا کہ جناب رسول کریم ﷺ کے امتی آپؐ کے بعد کسی کو نبی ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

اس لئے کہ ایسا دعویٰ آپؐ کے بعد نہ کسی صحابیؓ نے کیا، نہ تابعی نے کیا، نہ اہل بیت کے کسی گوہر آبدار نے کیا، نہ کسی ولی نے کیا، نہ کسی عالم اور کسی مسلمان فلسفی نے کیا۔ اس لئے مرزا قادیانی نے ایک طرف تو دعویٰ نبوت کا کیا اور دوسری طرف نہایت ہوشیاری سے اپنے آپ کو دامن اسلام سے وابستہ رکھنے کا دعویٰ بھی کیا۔ شتر مرغ کی چال اختیار کر کے اس نے مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسایا اور آج تک بعض کوتاہ نصیب پھنس رہے ہیں۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے بالکل واضح الفاظ میں اپنے آپ کو نبی کہا۔ چنانچہ اس کا دعویٰ اس کی اپنی کتاب (اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳) پر اس ہی کے الفاظ میں درج کیا جاتا ہے۔

''اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔'' ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علیٰ الدین کلہ''

مندرجہ بالا عبارت میں مرزا قادیانی نے اس امر کا دعویٰ کیا ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت میں جو سورۃ الفتح پارہ نمبر ۲۶ کی آیت نمبر ۲۸ ہے۔ جس سے سید دوعالم ﷺ کی نبوت اور رسالت کا اعلان کیا جارہا ہے۔ اس آیت سے مراد جناب محمد رسول اللہ ﷺ نہیں بلکہ اس سے مراد غلام احمد قادیانی ہے۔ آپ حضرات ہی انصاف سے فیصلہ فرمائیں کہ کیا مرزا قادیانی کا یہ کہنا درست ہے؟ کیا مرزا قادیانی نے اس دعویٰ میں اپنے آپ کو جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے اعلیٰ نہیں بتایا؟۔ یعنی آیت تو نازل ہوئی محمد رسول اللہ ﷺ پر، مگر آپ کے لئے نہیں بلکہ آپ کو مرزا قادیانی کے لئے اعلان کرنے والا بتایا گیا کہ آپ اس کی نبوت کا اعلان کریں۔ یہی بات مرزا نے اپنے پیروکاروں کو سمجھائی اور وہ بدبختی سے یوں ہی سمجھنے لگے۔ جیسا کہ مرزا کے پیروکار عرفانی نے لکھا ہے'' آپ اپنی نبوت پر یقین رکھتے تھے اور آپ علیٰ وجہ البصیرت دوسرے انبیاء علیہم السلام کے طرز پر اپنی صداقت کو پیش کرتے تھے۔'' (سیرت مسیح موعود مطبوعہ قادیان ۱۹۲۴ء ص ۴۵۵)

مرزا کی یہی کوشش تھی کہ سیدالانبیاء کی ذات عالی کو کچھ اس طرح پس منظر میں رکھا جائے کہ آپ کا نام تو استعمال ہوتا رہے۔ مگر اشاعت مرزا غلام احمد کی ہوتی رہے۔ چنانچہ یہی عرفانی اپنی ایک روداد حاضری بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ: ''ایک رات اس نے حضرت کی خدمت گزاری اور جب حضرت سے تخاطب کا موقع ملا تو یوں خطاب کیا۔ فرمایا: صاحبزادہ صاحب آگئے۔ میں نے عرض کیا حضرت صلی اللہ علیک وعلیٰ محمد آ گیا۔ اللہ درود بھیجے تجھ پر اور (پھر) محمد پر۔

آپ نے فرمایا صاحبزادہ صاحب رات بہت چلی گئی سوجا۔ میں نے عرض کیا حضرت صلی اللہ علیک وعلیٰ محمد کوئی تکلیف نہیں۔ پھر فرمایا کہ میں بایاں پاسا بدل لوں۔ یعنی بائیں کروٹ لے لوں میں نے عرض کیا کہ حضرت صلی اللہ علیک وسلم وعلیٰ محمد بہت اچھا۔ فرمایا صاحبزادہ صاحب جاگ اٹھے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت صلی اللہ علیک وعلیٰ محمد جاگ اٹھا۔ یہ چند سطور اسی کتاب سیرت مسیح موعود کے صفحہ ۳۴۱ تا ۳۴۳ سے نقل کی گئی ہیں کہ ناظرین ان کو دیکھ کر خود فیصلہ کرلیں کہ مرزا کے ہاں اپنا ہی مقام رفیع تھا۔ وہ ذات بابرکات جس کو خداوند قدوس نے سب نبیوں کا امام بنایا۔ اس کا درجہ بھی مرزا کے ہاں دوسرے نمبر پر تھا۔ امام الانبیاء پر مسلمانوں کو جو درود پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس میں سے تو آپ کے جداعلیٰ خلیل اللہ علیہ السلام کا ذکر عالی بھی آپؐ کے بعد ہے۔ سارے مسلمان جو درود پڑھتے ہیں وہ یہ ہے۔

’’اللهم صلی علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراهیم وعلیٰ آل ابراهیم انك حمید مجید‘‘ اسی پر بس نہیں بلکہ مرزا قادیانی جب ایسا کلام اور ایسے اشعار سنتا تھا۔ جس میں اسے سیددوعالم ﷺ پر فضیلت دی جاتی تو وہ خوش ہوتا تھا جیسا کہ:

قاضی اکمل نے مرزا قادیانی کے سامنے یہ شعر پڑھا۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
وہ آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار البدر قادیان نمبر ۴۳ ج ۲ ص ۱۴، مورخہ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۶ء)

ناظرین! خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ کوئی مسلمان کہلانے والا یہ تصور بھی کرسکتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے اس کی شان بڑھ کر ہے۔ قرآن مجید تو آپ کو ’’ورفعنا لك ذکرك‘‘ کا خطاب عطاء کرے اور کائنات ساری آپ کی رحمت کی محتاج ہو ’’وما ارسلناك الا رحمة للعالمین‘‘ آپ کی شان قرآن مجید بیان کرے۔ بالفاظ مولانا ظفرعلی خان مرحوم۔

اگر ارض وسماء کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
وہ نور نہ ہو سیاروں میں یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں

تو آپ ﷺ سے مرزا کو بڑھ کر مانا جائے اور مرزا غلام احمد قادیانی یہ سنے اور سن کر خوش ہو۔ پھر بھی مسلمان بات کو نہ سمجھے تو افسوس ہے۔

تنبیہ: بے ادبی بے ادبی ہے بے ادب اور گستاخ کو بھی کبھی احساس ہو جاتا ہے۔ چنانچہ باپ کی اس گستاخی کو بیٹے نے بھی محسوس کر لیا۔ محمد نذیر لائلپوری قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”اگست ۱۹۳۲ء کو میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں یہ شعر پیش کیا۔ چونکہ یہ شعر بے ادبی پر مشتمل نظر آتا تھا۔ اس لئے (مرزا محمود) نے اسے ناپسند کیا اور بے ادبی قرار دیا۔“

(الحق المبین مطبوعہ ربوہ ص ۲۷۷)

ہماری دلی دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ سب مرزائیوں کو توفیق دے کہ وہ ان سب الہامات فاسدہ کو بے ادبی سمجھ کر ان سے توبہ کریں۔ جن سے سید دو عالم محبوب رب العالمین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی ظاہر ہوتی ہے۔ ہماری دلی دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو راہ ہدایت پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین!

مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کا تحریک آزادیٔ وطن میں کردار

قادیانیت کی تاریخ جاننے والے جانتے ہیں کہ اس جماعت نے عقیدہ کے طور پر جہاد کو منسوخ قرار دیا۔ اس لئے ہر اس جماعت کی مخالفت کی جس نے عیسائیوں کی جابرانہ حکومت سے آزادی حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کی۔ منسوخی جہاد اور انگریزوں کی وفاداری اور ان کی شکرگزاری میں مرزا قادیانی کی کتابیں اور دوسرا لٹریچر بھرا پڑا ہے۔ رسالہ کے اختصار کے پیش نظر صرف ایک حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔

آزاد قبائل نے آزادی وطن تک فرنگی سامراج کے خلاف جہاد کا علم بلند رکھ کر ساری امت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا۔ جس کے لئے وہ امت کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔ مگر مرزا قادیانی کو ان کا یہ مجاہدانہ عمل کس قدر ناپسند ہے اور اس کو کس دلفریب انداز میں معیوب بنایا۔ اس کے لئے مرزا قادیانی کی کتاب اربعین مطبوعہ ۱۹۰۰ء سے ایک حوالہ درج ہے۔

”آج کل بھی بعض سرحدی نادان اس قسم کے مولویوں کی تعلیم سے دھوکہ کھا کر محمدی جلال کے ظاہر کرنے کے بہانہ سے لوٹ مار اپنا شیوہ رکھتے ہیں اور آئے دن ناحق کے خون کرتے ہیں۔ مگر تم خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں۔ کیوں مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔“ (اربعین نمبر۴ ص ۱۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۵)

مندرجہ بالا عبارت کو غور سے پڑھ لیا جائے کہ کس طرح سید الانبیاء ﷺ کی گستاخی کے

ساتھ جہاد جیسے عظیم حکم پر عمل کرنے والوں کو نادان، لٹیرے، ناحق خون کرنے والے کہا گیا۔

بلکہ جب کبھی آزادی کے متوالوں نے انگریزوں کا مقابلہ کیا اور قربانی دی تو بجائے خراج تحسین ادا کرنے کے انگریز کی ظالمانہ اور سفاکانہ کارروائی کو مرزا قادیانی نے اور اس کی امت نے مرزا کی مخالفت کی آسمانی سزا سے تعبیر کیا۔ چنانچہ جب جلیانوالہ باغ امرتسر کا اندوہناک واقعہ پیش آیا تو اس پر قادیانیوں نے جو تبصرہ کیا وہ مندرجہ ذیل ہے۔

''جہاں جہاں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو اعلائے کلمۃ الحق کے لئے خداتعالیٰ کے اشارہ سے سفر کرنا پڑا ہر جگہ اس قسم کے مناظر پیش آئے۔ دہلی، لدھیانہ، امرتسر میں اس کی نظیریں موجود ہیں۔ امرتسر کے مقام پر تو وہ طوفان بے تمیزی برپا کیا گیا کہ وہاں کی پولیس اور مقامی حکام کو انتظام قائم رکھنے اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اور ان کے خدام کی حفاظت کا خاص طور پر انتظام کرنا پڑا۔ آپ کی گاڑی پر دور تک پتھروں کی بارش ہو رہی تھی۔ اسی امرتسر میں جہاں اس کے مرسل پر پتھر برسائے گئے تھے۔ گولیوں کی بارش کرادی اور تاریخی طور پر یہ عبرت بخش نظارہ ایک یادگار کے طور پر جلیانوالہ باغ کی صورت میں قائم رہ گیا۔ احمق اور نادان اس قسم کے واقعات سے سبق اور عبرت حاصل نہیں کیا کرتے۔ لیکن سنت الٰہی یہی ہے کہ وہ اپنا عتاب وعذاب مختلف صورتوں میں نازل کرتا ہے اور خصوصاً ایسے اوقات میں کہ اہل قریہ بالکل غافل ہوجاتے ہیں۔'' (سیرت مسیح موعود مرتبہ عرفانی حصہ سوم ص ۴۶۱، مطبوعہ ۱۹۲۴ء)

فائدہ! مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جلیانوالہ باغ کے اس حادثہ کا مختصر سا تذکرہ کردیا جائے تاکہ ناظرین کو ان دونوں باتوں کا اندازہ ہوسکے۔

حادثہ جلیانوالہ باغ کا مختصر سا تعارف

جنگ عظیم کے خاتمہ پر انگریزوں نے ایک قانون بنایا جس کی رو سے ملکی آزادی کے لئے کام کرنے والوں کے لئے شدید سزائیں مقرر کی گئیں۔ اس قانون کو کالا قانون کہا گیا۔ اس کالے قانون کی مخالفت صوبہ پنجاب (جہاں مسلمانوں کی اکثریت تھی) سے شروع ہوئی۔ صوبہ پنجاب کے لوگوں نے سینہ تان کر اس کی مخالفت کی۔ اسی سلسلہ میں اس قانون کے خلاف امرتسر کے جلیانوالہ باغ میں ایک زبردست جلسہ ہوا۔ جس میں بیس ہزار لوگ جمع ہوئے۔ اس موقع پر ایک انگریز افسر جنرل ڈائر نے مجمع پر گولی چلانے کا حکم دے دیا اور جب تک گولیوں کا ذخیرہ ختم نہیں ہوگیا وہ مجمع پر برابر آگ برساتا رہا۔ اس مجمع میں تقریباً چارسو آدمی مارے گئے اور بیشمار زخمی ہوئے۔

اس ظالمانہ کارروائی کو خود برطانیہ کی حکومت نے کس قدر برا سمجھا۔ اس کے لئے "برطانیہ کے وزیر جنگ مسٹر ونسٹن چرچل کا فیصلہ" ڈائر نے فیصلہ کرنے میں غلطی کی اور اسے نصف تنخواہ پنشن پر سبک دوش کیا جاتا ہے۔ اس تصریح کے ساتھ کہ اب کوئی فوجی منصب اسے نہیں دیا جاسکتا۔" (جلیانوالہ باغ ص ۱۲۲ از ابوالہاشم ندوی)

حکومت برطانیہ کے وزیر جنگ نے تو اس ظالمانہ فعل کے مرتکب کو سخت ترین سزا دی۔ مگر مرزا قادیانی نے اس کو آسمانی انتقام کا ہیرو بتایا۔ اس تاریخی شہادت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قادیانی مسلمانوں کو عذاب کا مستحق سمجھتے اور دنیا میں جب کبھی مرزا قادیانی کے جھوٹے دعویٰ نبوت کے بعد مسلمانوں کو تکلیف پہنچی انہوں نے خوشی منائی۔ جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ یہ قادیانی امت کا مذہبی رخ تھا۔ اب مختصر الفاظ میں اس امت کا سیاسی رخ بھی مشاہدہ فرمالیجئے۔ اس جماعت نے اپنے ظہور کے روز اوّل ہی سے عیسائی حکومت کی فرمانبرداری اور اس کی بقاء کے لئے ہر قسم کی محنت کرنا اپنا فریضہ بنایا ہوا تھا۔

انگریزوں کے لئے دعائیں اور ان کی عظمت کا اعتراف

ہندوستان کی اسلامی حکومت پر جونہی انگریزوں نے قبضہ کیا اور آخری مسلمان تاجدار بہادر شاہ ظفر کی آنکھوں کے سامنے اس کے لخت جگر بچوں کو ذبح کر کے اس بادشاہ کو اندھا کر کے برما (رنگون) لے جاکر ہمیشہ کے لئے نظر بند کر دیا۔ اسی وقت سے بلکہ اس سے بھی کچھ پہلے علماء اسلام نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر انگریزوں کے خلاف جہاد کا علم بلند کر دیا تھا۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزی بادشاہت اور اس ظالمانہ حکومت کو مکہ اور مدینہ سے بھی بہتر سمجھا۔ جیسا کہ اس کا اعلان ہے کہ: "ان (انگریزوں) کا شکر ہمیں اس لئے لازم ہے کہ ہم اپنا کام یعنی (قادیانی مذہب) مکہ اور مدینہ بھی نہیں کر سکتے تھے۔ مگر ان کے ملک میں یہ خدا کی طرف سے حکمت تھی کہ مجھے اس ملک میں پیدا کیا۔" (کشتی نوح ص ۶۸، خزائن ج ۱۹ ص ۷۵)

تو جو آدمی انگریزوں کی حکومت کو مکہ اور مدینہ سے بھی بہتر سمجھے وہ کب ان کے خلاف اعلان جہاد کرے گا یا وہ کس طرح ان کے ہندوستان سے جانے کو برداشت کر سکے گا۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی ساری جماعت کو انگریزوں کے ساتھ گہرا تعلق اور ان کے لئے دعائیں کرنے کا حکم دے رکھا تھا۔ رسالہ کے اختصار کے پیش نظر صرف ایک حوالہ لکھا جاتا ہے۔

چوہدری سر ظفر اللہ خان نے اپنی ماں کے حالات پر ایک کتاب "میری والدہ" لکھی ہے۔ جس کی طباعت چہارم ص ۸۰ میں ہے کہ: "والدہ صاحبہ نے فرمایا لیڈی ولنگڈن (وائسرائے

ہند کی اہلیہ) میرے ساتھ بہت محبت کا اظہار کرتی ہیں اور میں بھی محسوس کرتی ہوں کہ انہیں ضرور میرے ساتھ لگاؤ ہے۔'' چنانچہ ظفر اللہ خان نے وائسرائے ہند اور اس کی بیوی کے ساتھ اپنی اور اپنی والدہ کی ملاقات کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

''لیڈی ولنگڈن کا معمول تھا کہ جب والدہ صاحبہ کے پاس بیٹھتی ہیں تو ایک بازو والدہ صاحبہ کے کمر کے گرد ڈال لیا کرتی تھیں اور بالکل ان کے ساتھ مل کر بیٹھا کرتی تھیں۔ اب بھی دونوں ویسے ہی بیٹھی ہوئی تھیں۔ لیڈی ولنگڈن کسی کسی وقت اپنے فارغ ہاتھ سے والدہ صاحب کے ہاتھ بھی دباتی تھیں۔'' (میری والدہ ص۸۱)

اس چار رکنی خصوصی مجلس میں جس میں سر ظفر اللہ خان اس کی والدہ لارڈ ولنگڈن وائسرائے ہند اور اس کی بیوی تھی۔ سر ظفر اللہ خان کی والدہ نے وائسرائے ہند سے جو گفتگو کی وہ بھی ظفر اللہ خان کی زبانی سن لیجئے۔ ''میں احمدیہ جماعت کی ایک فرد ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو ہمارے سلسلہ کے بانی تھے نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ سلطنت برطانیہ کے وفادار رہیں اور اس کے لئے دعاء کرتے رہیں۔ کیونکہ اس کی علمداری میں ہمیں مذہبی آزادی حاصل ہے اور بغیر خوف وخطر کے اپنے دین (اسلام نہیں زاہد) کے احکام بجالا سکتے ہیں۔ میں باقی جماعت کے متعلق تو نہیں کہہ سکتی۔ لیکن اپنے متعلق وثوق سے کہہ سکتی ہوں اور یہاں والدہ صاحب نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے سینے پر رکھ لیا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس ہدایت پر باقاعدہ عمل کر رہی ہوں اور سلطنت برطانیہ کی بہبودی کے لئے متواتر دعاء کرتی ہوں۔'' (میری والدہ ص۸۲)

یہ ۱۹۳۵ء کا واقعہ ہے۔ جب کہ برصغیر میں تحریک آزادی جواں ہورہی تھی۔ اسی ۱۹۳۵ء میں مسئلہ دستور ہند پر تنقید کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح یہ باطل شکن اعلان کر رہے تھے۔'' میں ابھی انگریزوں کا کان پکڑ کر انہیں ہندوستان سے باہر کر دوں گا۔ جس کے بعد سارا قصہ ہی پاک ہو جائے گا۔ (خطبات قائداعظم ص۹۲، مرتبہ رئیس احمد جعفری)

اسی لئے قیام پاکستان تک کوئی خدمت تحریک آزادی میں قادیانیوں نے نہ کی۔ بلکہ قیام پاکستان تک ان کو صرف اپنی ہی فکر رہی۔ رسالہ کے اختصار کے پیش نظر میں صرف چند حوالہ جات پیش کرتا ہوں۔

۱...... کیا اس وقت کے خلیفہ بشیر الدین محمود نے یہ حکم نہیں دیا تھا کہ: ''اس لئے اپنے دوستوں کو ۱۱؍اگست ۱۹۴۷ء تک خاص طور پر دعائیں کرنی چاہئیں کہ جو بھی فیصلہ ہو جائے وہ ہمارے حق میں مفید ہو اور شماتت اعداء کا باعث نہ ہو۔'' (الفضل قادیان ۸؍اگست ۱۹۴۷ء)

گویا ابھی تک پاکستان کی تائید اور طلب نہ تھی۔ اس لئے دعاء میں اپنے بھلے کا خیال رکھا نہ کہ مسلمانوں کی بہتری اور بہبود کا۔

۲...... کیا یہ حقیقت نہیں کہ مرزائیوں کے خلیفہ نے پاکستان بنتے ہی جو تاثر دیا وہ یہ نہ تھا کہ: ''اوّل تو مسلمانوں کو بھاگنا ہی نہ چاہئے تھا۔ لیکن اگر بھاگتے بھی تو انہیں بجائے پاکستان کی طرف آنے کے دہلی کی طرف جانا چاہئے تھا۔''

(الفضل لاہور ج انمبر ۸۶ ص ۲، مورخہ ۲۸ ردسمبر ۱۹۴۷ء)

۳...... پاکستان منتقل ہوتے ہوئے لاکھوں مسلمان شہید ہوئے۔ ہزاروں معصوم کلیوں کو نوچا گیا۔ ہندوؤں اور سکھوں نے انسانیت کا جامہ پھاڑ کر پوری درندگی کا مظاہرہ کیا کوئی خاندان، کوئی قبیلہ، کوئی گھرانہ ایسا نہیں جس نے اسلام کے لئے پاکستان کے لئے قربانی نہ دی ہو۔ مگر صرف مرزائی ہی صحیح سلامت لاہور پہنچ گئے۔

کیا (الفضل ج ۳ نمبر ۲۳۴ ص ۶، لاہور، مورخہ ۱۳ ار اکتوبر ۱۹۴۹ء) نے یہ اعتراف نہیں کیا کہ قادیانی قادیان سے لاہور بالکل محفوظ پہنچے۔ اندریں حالات قادیانیوں کا یہ کہنا کہ انہوں نے قیام پاکستان کے لئے قربانیاں دی ہیں۔ حقیقت سے کوسوں دور ہے۔

قادیانیوں کا مسلمانوں سے بائیکاٹ

قادیانی مذہب کے ماننے والے بظاہر اپنے آپ کو مسلمانوں کے ساتھ ملا ہوا جتاتے ہیں۔ ان کی غمی، شادی کی مجلسوں میں شریک ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ سب میل ملاپ اس لئے نہیں کہ وہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی امت کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ بلکہ وہ اپنے مقاصد کی برآری کے لئے ظاہری طور پر یہ سلسلہ رکھتے ہیں۔ ورنہ انہوں نے تو زندگی کے تمام دینی رشتوں کو مسلمانوں سے کاٹا ہوا ہے۔

نکاح

ان کے ہاں کسی قادیانی لڑکی کا نکاح کسی بھی مسلمان سے ناجائز ہے۔ اگر کسی قادیانی نے اپنی لڑکی کا نکاح کسی مسلمان کے ساتھ کر دیا تو اس کو جماعت سے خارج کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل واقعہ اس کی شہادت میں درج کیا جاتا ہے۔

''چونکہ عبدالغنی ڈپو ہولڈر ابن میاں عبداللہ مہاجر قادیان حال وارد گجرات نے اپنی لڑکی کی شادی باوجود سمجھانے کے خلاف تعلیم احمدیت غیر احمدیوں میں کر دی ہے۔ نیز یہ قولاً وعملاً جماعت کے نظام سے علیحدہ ہیں۔ اس لئے انہیں بعد منظوری حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح

الثانی اخراج از جماعت کی سزا دی جاتی ہے۔احباب مطلع رہیں۔''

(الفضل ج ۴، ۳۸، نمبر ۱۳۴ص ۷ لاہور، مورخہ ۹/جون ۱۹۵۰ء)

بلکہ قادیانیوں کے دین میں اگر کوئی مسلمان بے غیرت ہو کر اپنی لڑکی کسی قادیانی کو دینا چاہے تو ایسے قادیانی کو بھی سختی سے منع کر دیا گیا۔ جیسا کہ مرزا البشیر الدین محمود نے کہا: ''جب لڑکا احمدی اور لڑکی غیر احمدی (مسلمان) ہو تب بھی نکاح نہ کرنا چاہئے کہ ۹۵ فیصدی ایسے لڑکے ہمارے ہاتھ سے جاتے رہے ہیں اور غیر احمدی لڑکیاں ان کو اور اپنی اولاد کو ارتداد کی طرف لے جاتے ہیں۔''
(الفضل لاہور مورخہ ۱۲/ستمبر ۱۹۴۸ء)

گویا کسی قادیانی کا مسلمان ہو جانا ان کے ہاں مرتد ہو جانا ہے۔

نماز جنازہ

کوئی قادیانی کسی مسلمان کا جنازہ نہیں پڑھتا۔ حتیٰ کہ اس برصغیر کے مسلمانوں کے محسن قائداعظم محمد علی جناحؒ کی نماز جنازہ ظفر اللہ قادیانی نے جنازہ گاہ میں موجود ہوتے ہوئے اس لئے نہیں پڑھی کہ قائداعظمؒ مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے تھے۔ بلکہ قادیانی تو اس مسلمان کے چھوٹے معصوم بچے کا جنازہ بھی اسی طرح حرام سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ کافر کے بیٹے کا۔

ایک مرزائی نے پوچھا کہ: ''غیر احمدی کے بچے کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو معصوم ہے اور کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ بچہ جوان ہو کر احمدی ہوتا۔ اس کے متعلق میاں محمود صاحب خلیفہ قادیان نے فرمایا۔ جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جا سکتا اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ نہیں پڑھا جا سکتا۔''

(الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۳۲ ص ۶، مورخہ ۲۳/اکتوبر ۱۹۲۲ء، قادیانی مذہب ص ۵۸۲)

مطلب یہ کہ قادیانی مسلمانوں سے بالکل علیحدگی اختیار کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ تعلیم کے میدان میں بھی قادیانی سکولوں اور کالجوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر علیحدگی کی اور دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ قادیانیوں نے کیلنڈر بھی اپنا علیحدہ بنا رکھا ہے۔ مثلاً (الفضل ج ۲۷، ۶۲، نمبر ۱۰۸، مورخہ ۱۲/ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ) ۱۶/ہجرت ۱۳۵۲ھ، ۱۶/مئی ۱۹۷۳ء، ہجری اور عیسوی کے درمیان قادیانی علیحدگی کا واضح گواہ ہے۔ اندریں حالات ان کا مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنا واضح اور عیاں ہے۔

اس لئے ہماری قادیانی اہل وطن سے مخلصانہ درخواست ہے کہ آپ میں سے اکثریت ان کی ہے جنہوں نے قادیانی والدین کی گود میں پرورش پائی۔ اس لئے اس مذہب کو موروثی سمجھ کر

اپنالیا۔اگر آپ حضرات صاف دل سے مرزا قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ کریں تو انشاء اللہ آپ کو اس مذہب کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ہم دل سے دعاء کرتے ہیں کہ آپ حضرات اس چھوٹی سی برادری سے نکل کر اسلام کی عظیم گود میں آ جائیں اور اگر آپ کو اسی مذہب پر اصرار ہے تو پھر ازخود ہی رضا کارانہ طور پر بہائیوں کی طرح علیحدگی اختیار کر لیں۔اس سے بھی آپ کے حقوق محفوظ ہو جائیں گے۔اسلامی مملکت آپ کی جان، مال اور عزت کی حفاظت کرے گی۔ہمارا یہ مطالبہ کسی دنیاوی عداوت کی بناء پر نہیں ہے۔بلکہ یہ ہمارا دینی اور ملی مطالبہ ہے۔

سوال: قادیانیوں کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ جو آدمی اپنے آپ کو مسلمان کہے بس وہ مسلمان ہے۔جیسا کہ (الفضل ج ۶۲، ۲۷نمبر ۱۰۸ص ۲ ربوہ، مورخہ ۱۶رمئی ۱۹۷۳ء) میں ہے کہ: ''ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے مسلمان ہے۔'' اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر بہائیوں اور بابیوں کو قادیانی کیوں کافر کہتے ہیں۔حالانکہ مرزائی خود مانتے ہیں کہ بہائی اور بابی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔جیسا کہ قادیانیوں کی تبلیغی پاکٹ بک (مہتمم نشر واشاعت قادیان ص ۲۴۰، دسمبر ۱۹۴۵ء) میں ہے۔''بابی یا بہائی عوام کو دھوکہ دیتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں۔حالانکہ بہاء اللہ کی اصل کتابوں کی رو سے وہ اسلام سے کوسوں دور ہیں۔'' تو اگر کسی جماعت یا فرد کا اپنے آپ کو مسلمان کہنا ہی اس کے مسلمان ہونے کی دلیل ہے تو پھر قادیانی بہائیوں کو کیوں کافر کہتے ہیں۔

اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کی رو سے قادیانی کافر ٹھہرائے جاتے ہیں۔

ف...... بہائی اور بابی وہ لوگ ہیں جو بہاء اللہ کو نبی اور رسول مانتے ہیں۔یہ فرقہ ایران میں پیدا ہوا۔مگر وہاں ان کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا۔پاکستان میں یہ بھی پائے جاتے ہیں۔

مغالطہ

قادیانیوں نے روز اوّل سے ان کی تکفیر کے مسئلہ کو علماء کرام کا ایک مشغلہ قرار دیا ہے۔ عام لوگوں کو وہ یہی تاثر دیتے ہیں کہ عام مسلمان اور لکھے پڑھے مسلمان تو ہم کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ مگر یہ چند مولوی حضرات ہم کو کافر کہتے ،اس مغالطہ کا جواب یہ ہے کہ تمام عالم اسلامی قادیانیوں کو کافر سمجھتا ہے۔کسی مسلمان نے آج تک ان کو مسلمان نہیں سمجھا اور نہ ہی سمجھ سکتا ہے۔محسن ملت اسلامیہ فلسفی دنیائے اسلام عاشق سید المرسلین فدائے خاتم الانبیاء علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے قادیانیوں کے متعلق جو فیصلہ فرمایا اس کا ایک حصہ درج ذیل ہے:

الف...... قادیانی جماعت کا مقصد پیغمبر عربﷺ کی امت سے ہندوستانی پیغمبر کی امت تیار کرنا ہے۔

ب...... پنڈت نہرو اور قادیانی دونوں مختلف وجوہ کی بناء پر مسلمانان ہند کے مذہبی اور سیاسی استحکام کو پسند نہیں کرتے ہیں۔

ج...... ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔

(فیضان اقبال ص۲۲۸تا۲۳۰، طباعت یکم مارچ ۱۹۶۸ء، اشاعت اوّل، ۲۱؍اپریل ۱۹۶۸ء)

مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت اور رسالت کا دعویٰ کیا اور اس دلیری کے ساتھ کیا کہ قرآن مجید کی جن آیات سے سید دو عالمﷺ کی رسالت بالکل واضح ہوتی ہے ان کو اپنے اوپر چسپاں کر لیا۔ جیسا کہ اس کی کتابوں میں تفصیل سے موجود ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ قادیانی مرزا غلام احمد کو نبی اور رسول مانتے ہیں۔ ان کے ہاں مرزا قادیانی کی نبوت بھی از روئے قرآن مجید ثابت ہے۔ بالفاظ دیگر جس آیت میں سید دو عالمﷺ کی بشارت بطور اسم گرامی احمد ہے۔ اس کو بھی مرزا نے اپنے اوپر چسپاں کر رکھا ہے۔ جیسا کہ حوالہ پہلے دیا جاچکا ہے۔ قادیانیوں کے ہاں ان انبیاء کی فہرست جن کا نام نامی قرآن مجید میں آیا ہے مندرجہ ذیل ہے۔

''حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت لوط، حضرت اسماعیل، حضرت یعقوب، حضرت یوسف، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت شعیب، حضرت موسیٰ، حضرت ہارون، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت الیاس، حضرت یونس، حضرت ذوالکفل، حضرت الیسع، حضرت ادریس، حضرت ایوب، حضرت زکریا، حضرت یحییٰ، حضرت لقمان، حضرت عزیر، حضرت ذوالقرنین علیہم السلام، حضرت محمدﷺ اور حضرت احمد علیہ السلام۔''

(رسالہ دینی معلومات ص۱۰،۱۱، شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ)

اس لئے قادیانیوں کے ہاں مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر کوئی آدمی سید دو عالمﷺ جناب محمد رسول اللہﷺ کو تو نبی اور رسول مان لے۔ مگر مرزا کو نہ مانے۔ اگرچہ اس کو اس کا پتہ بھی نہ ہو تو وہ قادیانیوں کے ہاں مسلمان نہیں ہوسکتا۔ اس کی شہادت میں ملک فیروز خان صاحب نون (مرحوم) سابق وزیراعظم پاکستان کا ایک بیان درج ذیل ہے۔

"ایک شخص نے انگلینڈ میں اسلام قبول کیا۔ اسی رات ایک احمدی قادیانی مبلغ ان سے ملنے گئے اور کہا جب تک آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی تسلیم نہیں کریں گے۔ آپ مسلمان نہیں بن سکیں گے۔ اس شخص نے جواب دیا میں نے تو اسلام اس لئے قبول کیا تھا کہ اس میں فرقے نہیں ہیں۔ لیکن چونکہ فرقہ بندی آپ کے ہاں ہے۔ اس لئے میں عیسائی ہی بھلا"

(کتاب چشم دید از فیروز خان نون، مطبوعہ فیروز سنز ص ۱۱۱)

تو جب مرزا قادیانی کو یہ لوگ نبی مانتے ہیں تو لا محالہ ایک علیحدہ امت بن گئی۔ یہی وجہ ہے کہ امت سید دو عالم ﷺ کے ساتھ یہ کسی بھی سطح پر اتفاق نہیں کرتے۔

ایک سوال اور اس کا جواب

قادیانیوں کی طرف سے عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ بانی پاکستان حضرت قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے قادیانیوں کو ساتھ ملایا اور ان پر اعتماد کرتے ہوئے پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی کو مقرر فرمایا۔ مگر اس کو ظفر اللہ کے اسلام یا قادیانیوں کے اسلام کی دلیل نہیں کہا جا سکتا۔ جب کہ آپ خود مانتے ہیں کہ یہ سیاسی اتحاد تھا۔ جیسا کہ (الفضل ج ۶۲، ۲۷ نمبر ۱۰۸ ص ۲، مورخہ ۱۶؍ مئی ۱۹۷۳ء) کے ایڈیٹوریل میں تصریح ہے کہ یہ اتحاد سیاسی تھا اور یہ سیاسی اتحاد دوسرے غیر مسلموں کے ساتھ بھی کیا گیا۔ سب جانتے ہیں کہ پاکستان کا پہلا وزیر قانون سر جوگندر ناتھ منڈل تھا تو کیا اس سے یہ دلیل لی جا سکتی ہے کہ قائد اعظم کے نزدیک منڈل بھی مسلمان تھا یا یحییٰ خان کے دور میں تو وزیر قانون بھی کارنیلس تھا جو اسلامی قانون بنا رہا تھا۔ محترم قائد عوام کے ایک ہی نعرۂ حق نے مستعفی ہونے پر مجبور کر دیا۔ میرے خیال میں کارنیلس سمجھدار، مدبر، ماہر قانون ہے۔ جس نے اس حقیقت کو تسلیم کر لیا کہ ایک عیسائی کس طرح اسلامی قانون کی تدوین کر سکتا ہے۔ کاش یہ فکر قادیانیوں میں پیدا ہو جائے او وہ از خود اپنے دل کی بات پر عمل کرتے ہوئے مسلمانوں سے علیحدگی کا اعلان واضح طور پر کر دیں۔

مسلمان بھائیوں کی خدمت میں دردمندانہ درخواست

ا...... اس میں شک نہیں کہ آپ سب بھائیوں اور بہنوں کے دل میں اسلام سے عقیدت اور سید دو عالم جناب رسول اللہ ﷺ سے بے پناہ محبت ہے۔ آپ اگر مرزائیوں اور قادیانیوں کے، بارہ میں کسی شک میں مبتلا ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو ان کے عقائد اور لٹریچر سے واقفیت نہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ آپ "قادیانی مذہب" کتاب کا مطالعہ کریں۔ بلکہ

جس بستی میں یہ مذہب موجود ہو وہاں کے ائمہ مساجد روزانہ اس کتاب کا کم از کم ایک صفحہ نمازیوں کو سنادیا کریں۔ یہ کتاب پروفیسر محمد الیاس صاحب برنی کی مرتبہ ہے۔ اس میں انہوں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا بلکہ مرزا قادیانی اور قادیانیوں کی کتاب سے اس مذہب کا پورا نقشہ پیش کیا ہے۔

۲...... قادیانیوں کے عقائد سمجھنے اور سمجھانے اور عام مسلمانوں تک پہنچانے کے لئے کسی قسم کا ضعف یا خطرہ محسوس نہ کریں۔ پاکستان اسلامی ملک ہے۔ اس میں اگر اقلیتی فرقوں کو اپنے عقائد اور نظریات کی اشاعت کا حق مل سکتا ہے تو اکثریت کو کوئی محروم نہیں رکھ سکتا۔ مگر اتنی بات عرض ہے کہ تحریر و تقریر میں قانون سے باہر قدم نہ رکھا جائے۔ یہ وطن ہمارا اپنا وطن ہے۔ ہم اس کے محافظ ہیں۔ اس میں کسی قسم کا غلط عمل اسلامی ملک کے لئے غیر مفید ہے۔

۳...... قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے لئے اپنے اپنے حلقہ کے ممبران صوبائی اسمبلی اور قومی اسمبلی کو توجہ دلاتے رہیں کہ وہ آئینی جدوجہد جاری رکھیں۔

ارباب اقتدار سے

آپ حضرات کو یہ عظیم وطن اور اس وطن میں اقتدار کی کرسی اور اس کی عزت سید دوعالم ﷺ کی برکات سے عطاء ہوئی ہے۔ ہمیں پورا یقین ہے کہ آپ حضرات کے دل میں ہم سے زیادہ امام الانبیاء ﷺ کے ساتھ محبت ہے اور آپ کے دل محبت نبوی سے سرشار ہیں۔ اس مملکت کی ملکی حدود کا تحفظ جس طرح ضروری ہے اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ ملی اور دینی حدود کا تحفظ ضروری ہے۔ اگر آپ حضرات اس دینی اور ملی مسئلہ کو آئینی شکل سے حل کردیں گے تو اس کے لئے آپ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطاء فرماوے گا۔ آخر بہائی مذہب ایران میں پیدا ہوا اور ایرانی لوگوں کو شکار کیا۔ مگر ایران ہی میں اس مذہب کو خلاف قانون قرار دیا۔ ایران میں جب کہ بہائیوں کی تعداد سات لاکھ تھی اس فرقہ کو ختم کردیا گیا۔

بحوالہ (تعمیر راولپنڈی ۱۹ مئی ۱۹۵۵ء، رائٹر) ایران کے وزیر داخلہ اسد اللہ نے ایرانی پارلیمنٹ میں یہ کہا کہ حکومت بہائی فرقہ کو ختم کرنے کا فیصلہ کرچکی ہے۔ آپ حضرات اگر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیں گے تو تمام امت محمدیہ پر آپ کا احسان ہوگا۔ واللہ الموفق!

جب آپ کے نزدیک اقلیت کے حقوق کا تحفظ ضروری ہے تو اس اکثریت کے جائز حقوق کا بھی تحفظ فرمائیے جن کے ووٹوں سے آپ کو اقتدار ملا۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

مرزا غلام احمد قادیانی کا

قرآن عزیز میں

ردوبدل کا نمونہ

(حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ!

آج سے تقریباً پون صدی پہلے مرزا غلام احمد قادیانی نے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا۔ مگر اس بیباکی سے بڑھ کر یہ بیباکی کی کہ قرآن مجید کی ان آیات کو جو سید دوعالمﷺ کی نبوت اور رسالت کے لئے خداوند قدوس نے نازل فرمائیں۔ ان کو اپنے کرم خاکی پر منطبق کرنے کا دعویٰ کیا۔ جیسا کہ سورۃ الفتح کی آیت نمبر ۲۸ (جس میں سید دوعالمﷺ کی رسالت کاملہ کو ارشاد فرمایا ہے) کے متعلق مرزا قادیانی نے کہا ”اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن وحدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔“ (اعجاز احمدی ص۷، خزائن ج۱۹ ص۱۱۳)

اسی طرح اس بے ادب اور گستاخ نے نہایت دیدہ دلیری کے ساتھ قرآن کریم کی آیات میں تحریف کر کے اپنا الہام قرار دیا۔ جس سے قرآن کریم کی آیات کا تحفظ خطرہ میں پڑ جانے کا امکان تھا۔ علماء حق نے پوری توجہ اور محنت کے ساتھ مسلمانوں کو اس فتنے سے باخبر رکھا۔ اسی سلسلے میں جناب محمد شفیع صاحب میرپوری کا ایک مضمون اخبارات میں شائع ہوا جسے انجمن اشاعت القرآن والحدیث کیمبل پور کی طرف سے رسالہ کی شکل میں شائع کیا جارہا ہے۔ دعاء ہے کہ خداوند قدوس مسلمانوں کو اس فتنے کے سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائے اور اپنے فضل وکرم سے اس فتنے کے خطرناک نتائج سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین! محمد زاہد الحسینی ۵؍دسمبر ۱۹۷۳ء

بعض کتب میں آیات قرآنی کی تحریف

(محمد شفیع جوش میرپوری لاہور)

گذشتہ کچھ عرصہ سے اخبارات میں اس قسم کی اطلاعات شائع ہوتی رہی ہیں کہ بعض لوگوں نے قرآن مجید کی آیات میں تحریف کی ہے اور قرآن مجید کے تحریف شدہ نسخے تقسیم ہوتے رہے ہیں۔ یہ مسئلہ صوبائی اسمبلی (پنجاب) میں اٹھایا گیا تھا۔ جس پر قائد ایوان نے یقین دلایا تھا

کہ اس کا جائزہ لیا جارہا ہے۔ اگر الزام درست ہوا تو ایسے نسخے ضبط کر لئے جائیں گے اور اس کے ناشرین کو سزا دی جائے گی۔ ہم نے اپنے ادارتی کالموں میں چند روز قبل دعوت دی تھی کہ اگر کسی شخص کی نظر سے قرآن پاک کا تحریف شدہ نسخہ گذرا ہے تو وہ اسے منظر عام پر لائے۔ اس کے جواب میں ہمیں زیر نظر مضمون ملا ہے جو ہم شائع کررہے ہیں۔ ادارہ!

میرا وطن لاہور سے بہت دور، ایسی جگہ ہے جہاں قادیانیت کی بحث کبھی سننے میں نہیں آئی۔ لاہور آنے کے بعد عام لوگوں کی زبانی قادیانی عقائد کا ذکر اذکار سنا تو دل نہیں مانتا تھا کہ ایسے عقائد بھی ہوسکتے ہیں۔ خیال ہوتا تھا کہ ضرور یہ لوگ تعصب اور مبالغے سے کام لے رہے ہیں۔ مسئلے میں میری دلچسپی بڑھی تو انصاف اسی میں نظر آیا کہ خود جناب مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں سے ان کے عقائد معلوم کئے جائیں۔ چنانچہ پچھلے چند ماہ سے میں قادیانی کتب کا مطالعہ کررہا ہوں کہ مجھے شبہ گزرا کہ کچھ آیات قرانی جو ان میں نقل کی گئی ہیں صحیح نقل نہیں کی گئیں۔ قرآن شریف میں سے یہی آیات نکال کر دونوں کا مقابلہ کیا گیا، تو دیکھا کہ کتابوں میں منقول آیات واقعی چھپی ہیں۔ پہلے تو یہی خیال رہا کہ یہ محض سہو کتابت ہے جو کتابوں کے دوسرے ایڈیشنوں میں درست کردیا گیا ہوگا۔ لیکن جب دوسری جگہوں پر بھی انہی غلطیوں کا تکرار دیکھا تو میرے شبہات گہرے ہوگئے۔ بالخصوص جب شرکت اسلامیہ ربوہ کی ۱۹۵۷ء کی شائع شدہ کتابوں میں (بسلسلہ روحانی خزائن) یہ پڑھا کہ مرزا قادیانی کی کتابوں کے نئے ایڈیشنوں میں کتابت وغیرہ کی تمام سہو برقرار رکھے گئے ہیں۔ الا قرآن وحدیث کے منقولہ ٹکڑوں کے جنہیں اب درست کردیا گیا ہے تو یقین ہوگیا کہ قرآن شریف کی منقولہ آیات میں جو اغلاط مجھے نظر آئی تھیں وہ سہو کاتب تو نہ تھیں بلکہ قادیانی جماعت کے سربراہ انہیں گویا اسی طرح (محرفہ) ہی قرآن سمجھتے تھے۔ جیسا کہ خود نقل کرتے تھے۔ فیاللعجب۔ قرآن حکیم کے صحیح نسخہ کے سوا دیگر ہر طرح کی منقول آیات کی اشاعت پر پابندی ہونی چاہئے۔ مگر مرزا قادیانی انہی آیات کو قرآن شریف کی صحیح جانتے اور مانتے ہیں اور انہیں ویسے کا ویسا رکھنا چاہتے ہیں۔

قارئین میں سے بعض حضرات یقیناً باخبر ہوں گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے کچھ اپنے الہامات بھی عربی زبان میں ہیں۔ ان الہاموں کے الفاظ اور قرآنی الفاظ میں بعض اوقات ایک قریبی مماثلت پائی جاتی ہے۔ ان مذکورہ ٹکڑوں سے یہاں بحث نہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی انہیں قرآن نہیں بلکہ اپنا الہام کہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ان کا الہام ان کا اپنا ذاتی معاملہ ہے۔ جس پر یہاں ردوقدح نہیں ہورہی۔ زیر بحث شے یہاں وہ آیات ہیں جسے قرآن پاک سے نقل کیا گیا ہے ان میں یقیناً تحریف کی گئی ہے اور اس تحریف سے میری مراد ترجمے کا ادل بدل نہیں میری مراد خود قرآن پاک کے اپنے حروف والفاظ سے ہے کہ انہیں نقل کرنے میں بدل دیا گیا ہے اور متعدد بار چھپنے والے ایڈیشنوں میں انہیں درست نہیں کیا گیا۔ اب ان کی مثالیں ملاحظہ ہوں۔

تحریف شدہ آیات کے حوالے

قرآن مجید میں	مرزا قادیانی کی کتابوں میں
الم یعلموا انه من یحادد الله ورسوله فان له نار جهنم خالدا فیها ذالك الخزی العظیم (توبه:٦٣)	الم یعلموا انه من یحادد الله ورسوله یدخله ناراً خالداً فیها ذالك الخزی العظیم (الجز نمبر ١٠ سوره توبه) (حقیقت الوحی ص١٣٠)

نوٹ: مرزا قادیانی نے یدخله اپنی طرف سے داخل کیا اور فان له اور جهنم کو خارج کر کے قرآن مجید کی تصحیح فرمائی۔ (نعوذ باللہ)

وجاهدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل الله (توبه:٤١)	ان یجاهدوا فی سبیل الله باموالهم وانفسهم (سوره توبه، ع٦، جنگ مقدس ص١٧٦، مرزاغلام احمد قادیانی)

مرزا قادیانی نے ان یجاهدو اپنی طرف سے داخل کیا اور وجاهدوا خارج کر کے فی سبیل الله کو آخر سے اٹھا کر درمیان میں رکھ دیا۔

وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطن فی امنیته (حج:۵۲)	اللہ جل شانہ قرآن کریم میں اشارہ فرماتا ہے: وما ارسلنا من رسول ولا نبی اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته (ازالہ اوہام ص۶۲۹، آئینہ کمالات ص۲۳۹، مرزاغلام احمد)

مرزاغلام احمد قادیانی نے قرآن شریف کی آیت سے قبلك خارج کردیا ہے۔ کیونکہ اگر قبلك یہاں رہتا تو مرزا قادیانی کی نبوت کا ٹھکانا نہ بنتا۔

ولقد اتینك سبعا من المثانی والقرآن العظیم (حجر:۸۷)	انا اتیناك سبعا من المثانی والقرآن العظیم (براہین احمدیہ ص۴۸۸ حاشیہ نمبر۱۱ چہار حصص)

ولقد غائب انا زائد قرآن میں ن پر زبر ہے اور کتاب میں زیر ہے۔ العظیم کے م پر قرآن مجید میں زبر ہے اور مرزا قادیانی کی کتاب میں زیر ہے۔

کل من علیها فان ویبقی وجه ربك ذوالجلال والاکرام (رحمن:۲۶،۲۷)	کل شئی فان ویبقیٰ ربك ذوالجلال والاکرام (ازالہ اوہام ص۱۳۶، طبع اوّل ۱۳۰۸ھ، باہتمام لالہ کاشی رام، کاشی رام پریس لاہور)

مرزا قادیانی نے مزید من علیها غائب کردیا اور شئی زائد کردیا ہے۔

یآیها الذین اٰمنوا ان تتقوالله یجعل لکم فرقانا ویکفر عنکم سیاتکم ویغفرلکم دوالله دوالفضل العظیم (انفعال:۲۹)	یایها الذین آمنو ان تتقوالله یجعل لکم فرقاناً ویجعل لکم نوراً تمشون به (آئینہ کمالات اسلام ص۹۷)

ویجعل لکم نوراً تمشون به مرزا قادیانی نے داخل کیا۔ ویغفر لکم والله ذوالفضل العظیم خارج کیا۔

وما ارسلنا من قبلك من رسول الا نوحی الیه انه لا اله الا انا فاعبدون (الانبیاء:۲۵)	وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی ولا محدث الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته فینسخ الله ما یلقی الشیطان ثم یحکم الله آیاته (براہین احمدیہ ص۵۴۸ حاشیہ،خزائن ج۱ص۶۵۵)

اصل آیت من رسول تک تحریر کی۔ آگے اپنی طرف سے ساری عبارت لگائی اور محدث کا لفظ جو سارے قرآن مجید میں نہیں ہے داخل کردیا۔ یہ کتابیں مرزا غلام احمد قادیانی کی ان کے اپنے دور میں چھپی ہوئی خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود کے دور کی چھپی ہوئی۔ خلیفہ ثالث مرزا ناصر کے دور کی مطبوعہ میرے پاس موجود ہے جو دکھائی جاسکتی ہے۔

ہمیں خوف ہے کہ ان تحریف شدہ آیات کی موجودگی میں اغیار ہمیں طعنہ دیں گے کہ لوجی وہ تمہارے رب کا جو وعدہ ’’انا له لحفظون ‘‘ کا تھا وہ غلط ثابت ہوا۔ اگر تمہارے قرآن میں اس دور میں جب کہ ذرائع نشر واشاعت اتنے اچھے اور عام ہیں تحریف ہوسکتی ہے تو پچھلی چودہ صدیوں میں کیا کچھ نہ ہوا ہوگا۔ اس لئے ہم ربوہ کے ارباب اختیار سے اپیل کریں گے کہ وہ مرزا قادیانی کی تمام نقل کردہ آیات قرآنی پر مصححوں والی نظر ڈالیں اور ایسی تحریفات کی بھی جو ابھی تک ہماری نظر سے نہیں گذریں تصحیح کردیں۔ اگر وہ ایک مناسب عرصے کے اندر یہ نہیں کرتے یا الگ اغلاط نامے شائع کر کے ان کی کماحقہ اشاعت نہیں کرتے تو ہم حکومت پاکستان سے یہ اپیل کرنے میں حق بجانب ہوں گے کہ وہ قادیانی لٹریچر میں سے ان تمام کتابوں اور رسالوں کو اس وقت تک ضبط شدہ قرار دیئے رکھیں۔ جب تک کہ ان کی تصحیح نہیں کردی جاتی اور تصحیح کو باقاعدہ مشتہر نہیں کیا جاتا۔ (بشکریہ روزنامہ نوائے وقت ۲؍دسمبر ۱۹۷۳ء)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

برأة امام

از

افتراء یغام

(حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی رح)

انه من سلیمان وانه، بسم الله الرحمن الرحیم!

مرزاغلام احمد قادیانی کی عمر کا اکثر حصہ خداوندتعالیٰ کی شان میں گستاخی، انبیاء علیہم السلام کی تحقیر اور سید الرسل خاتم النبیین ﷺ کی شان اقدس میں بے باکی، اولیاء کرام اور علماء ملت اسلامیہ پر الزامات واقع کرنے میں گزرا۔ اگر اس نے اپنے لڑکے کو خداوندتعالیٰ کی ذات پاک سے تشبیہ دیتے ہوئے ''کأن الله نزل من السماء'' کا دعویٰ کر دیا تو جناب محمد ﷺ کی شان پاک میں یہ کہلوا کر مسرت کے شادیانے بجائے۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

امام حسین علیہ السلام کے متعلق یہ کہنے میں باک نہ کیا۔ ''مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید مل رہی ہے۔ مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کرلو۔ اب تک تم روتے ہو۔ پس سوچ لو اور میرا مقام یہ ہے کہ مرا خدا عرش پر سے میری تعریف کرتا ہے اور عزت دیتا ہے۔'' (اعجاز احمدی ص۶۹، خزائن ج۱۹ص۱۸۱)

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز کے بارے میں کہا: ''اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت ہو۔ تو ملعون کے سبب سے ملعون ہوگئی۔ پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔''

(اعجاز احمدی ص۷۵، خزائن ج۱۹ص۱۸۸)

اسی مرزاغلام احمد قادیانی کی امت نے اپنے نبی کی سنت میں امام اعظمؒ کی شان میں یہ گستاخی کی کہ جب ان سے مرزا کی قبر کے متعلق پوچھا گیا کہ سکھوں نے اس کی تذلیل وتحقیر کر دی تو اس کے جواب میں یہ کہا کہ: ''شاہ اسماعیل نے ابوحنیفہ کوفی کی قبر جو کہ بغداد میں تھی کھدوایا اور ہڈیوں کو جلا دیا اور اس جگہ ایک کتے کو گاڑا گیا۔ اس مقام پر اہل بغداد کا پاخانہ بنایا گیا۔''

(پیغام صلح مورخہ ۱۲؍نومبر ۱۹۴۷ء بحوالہ مجالس المؤمنین ص۳۸۱، اخبار الہلال ص۱۶،۲۲، مورخہ ۲۶؍نومبر ۱۹۱۳ء)

ایسی بدزبانی کے متعلق مرزاغلام احمد کا فیصلہ یہ ہے کہ: ''بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزبان ہے۔ جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے۔'' (درثمین ص۱۸۲ اردو)

یہ الزام اور افتراء جس طرح شرافت اور اخلاق سے دور ہے۔ اسی طرح حقیقت سے بھی

کوسوں دور ہے اور یہ افتراء پورا افتراء ہے۔ اس میں ایک ذرہ بھی صداقت نہیں ہے۔ ایسے پر آشوب اور پرفتن زمانہ میں جب کہ مسلمانوں میں اتحاد اور اتفاق کی ضرورت ہے۔ مرزائی آئے دن مسلمانوں میں اختلاف اور انتشار پیدا کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ ان کا ہر مضمون اور تقریباً ہر ایک تقریر، شرافت، اخلاق سے نہ صرف بعید ہوتی ہے بلکہ انتشار اور اختلاف میں جدوجہد کی جاتی ہے کہ کسی طرح امت کا شیرازہ بکھر جائے۔ آپ خیال تو فرمائیں کہ جس پاکستان میں مرزائیوں کو جائے پناہ ملی۔ امن ملا، یہ ابوحنیفہؒ امام اعظم کے مقلدین سے آباد ہے۔ وہ مجاہدین جو آج کشمیر میں اپنے خون بہا کر پاکستان کو بچا رہے ہیں۔ امام اعظم کے جانثار ہیں۔ مگر ان مرزائیوں نے ان کروڑوں مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کرتے ہوئے امام ابوحنیفہؒ کی شان بابرکات میں یہ گستاخانہ الفاظ تشہیر کر دیئے۔ کسی مورخ یا سیرت نگار نے اس واقعہ کو نقل نہ کیا۔ بلکہ خواجہ عباد اللہ امرتسری جو مرزائیوں کے ہاں بھی معتمد علیہ ہیں۔ تاریخ بغداد میں لکھتے ہیں کہ ۴۷۹ھ کو شاہ سلجوقی اور اس کا وزیر نظام الملک جناب امام اعظمؒ کی زیارت کو آیا تو اس وقت بھی قبر پر ایک گنبد تھا۔

۵۸۰ء میں ابن جبیر اندلسی بغداد آیا تو اس نے بھی قبہ کی تصدیق کی۔ ۷۲۷ھ کو ابن بطوطہ وہاں آیا۔ اس نے بھی اس کی تصدیق کی۔ نادر شاہ ایرانی نے جب بغداد پر حملہ کیا تو امام صاحب کے مزار پر ایک دستہ اس لئے متعین فرمایا کہ شیعہ مزار شریف کی بے ادبی نہ کریں۔ حضرت کا مقبرہ ہی بغداد شریف میں ایک ایسی عمارت میں ہے۔ جو بغداد کی بنیاد سے اس وقت تک قائم ہے۔ زمانہ نے شہر کی یادگاریں ایک ایک کر کے مٹا دیں۔ مگر یہ روضۂ پاک اسی طرح قائم ہے۔ (تاریخ بغداد جلد دوم ص۸۲)

یہ بہتان اکابر ملت اسلامیہ کی نظر میں نہایت ہی فساد انگیز اور شرارت افشاں واقع ہوا ہے۔

۱...... علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں کہ بلاشبہ اس طرح کی رکیک حکایات کا بے تحقیق نقل کر دینا اشتعال انگیز ہے۔ جس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ ان چیزوں کی اشاعت سے عام جذبات کو بہت ٹھیس لگتی ہے اور اندیشہ ہوتا ہے کہ کوئی فساد نہ ہو جائے۔ اس لئے ایسی تحریرات کی اشاعت کی روک تھام کرنی چاہئے۔ شبیر احمد عثمانی، ۱۵رمئی ۱۹۴۸ء

۲...... مولانا عبدالماجد دریابادی کا ارشاد ہے کہ خدا معلوم وہ دنیا کی کون سی عجب العجائب قسم کی کتاب ہے۔ جس میں روایت بھی ایسی پوچ قسم کی درج ہے۔

(صدق ۹رجنوری ۱۹۴۸ء)

۳...... مولانا سید محمد داؤد صاحب غزنوی ایم۔ ایل۔ اے فرماتے ہیں۔ امام

ابوحنیفہ صاحب کی قبر کے متعلق پیغام صلح کا بیان بالکل کذب وافتراء ہے اوراس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ (۷رفروری ۱۹۴۸ء)

۴...... مولانا السید گل بادشاہ صاحب سجادہ نشین اکوڑہ فرماتے ہیں۔امام ابوحنیفہؒ کے متعلق اس طرح بیہودہ اور بے بنیاد باتیں شائع کرنا عقل اور تدبر سے باہر ایک متعصب اور دشمن اسلام کا کام ہے۔

اس افتراءاور بہتان کا حوالہ پیغام صلح نے دو چیزوں سے دیا ہے۔ایک تو الہلال کا اور دوسرا مجالس المؤمنین کا دارالاشاعت شمس آباد کی طرف سے لاتعداد خطوط اخبار مذکورہ کو لکھے گئے کہ الہلال سے کون سا الہلال مراد ہے اور مجالس المؤمنین کس کی کتاب ہے۔مگر جواب نہ آیا۔ آخر مجبوراً مورخہ ۶رفروری ۱۹۴۸ءکو رجسٹرڈ نوٹس بھیجا گیا۔مگر اس کا بھی تاحال جواب نہ آیا اور نہ ہی انشاءاللہ آئے گا۔الہلال سے متبادر مولانا ابوالکلام آزاد کا الہلال ہے اور مجالس المؤمنین ایک شیعہ کی کتاب ہے۔دارالاشاعت کی طرف سے مولانا آزاد کی توجہ اس افتراء کی طرف مبذول کرائی گئی۔مگر مولانا نے بیزاری کا اعلان کرتے ہوئے مندرجہ ذیل جواب دیا۔

(اخبار پیغام صلح میں الہلال کا حوالہ غلط ہے،۱۳رفروری ۱۹۴۸ء)

مجالس المؤمنین کے متعلق عرض ہے کہ اس کتاب میں یہ عبارت موجود نہیں ہے۔میں نے خود اس کو دیکھا۔نیز شیعہ حضرات کے ممتاز الافاضل محمد بشیر صاحب نے بھی اس کو مطالعہ کیا۔ مگر یہ عبارت نہ ملی۔ جناب محمد بشیر صاحب نے تحریر فرمایا کہ:’’میں نے کتاب مجالس المؤمنین ص۳۸۱ بغور مطالعہ کیا۔مگر مجھے آپ کی پیش فرمودہ عبارت نظر نہیں آئی۔ احتیاطاً میں نے ص۳۸۰،۳۸۲ بھی دیکھا۔مگر مجھے اس عبارت کا کوئی جزو بھی نہیں ملا۔‘‘ (محمد بشیر ۲۲راکتوبر ۱۹۴۸ء)

مرزائیوں کے اخبار پیغام صلح نے یہ افتراء شائع کر کے مندرجہ ذیل مذموم حرکات کا ارتکاب کیا۔

۱......اخلاقی

قرآن پاک کی تعلیم یہ ہے کہ تم غیر مسلموں کے معبودوں کو بھی برا نہ کہو۔مگر مرزائیوں نے جناب امام اعظمؒ کی شان میں ایک نہایت ہی بری اشاعت کا ارتکاب کر کے اپنا اخلاقی دیوالیہ نکالا۔

۲......سیاسی

آج جب کہ مسلمانوں میں تنظیم اتحاد کی ضرورت ہے۔مختلف فیہ مسائل اور اہم امور پر بھی اطمینان اور اخلاص سے بحث کرنے کی ضرورت ہے۔مگر مرزائیوں نے ایک ایسے نشتر کو شائع کرنا مصلحت سمجھا کہ جس سے کروڑوں مسلمانوں کے دل زخمی ہوں اور اشتعال پیدا ہو۔وہ مخلص

اور جانثار مجاہدین جو اپنے خون سے محاذ کشمیر اور دوسری خطرناک جگہوں پر تحفظ ملک کی خاطر قربانی کر رہے ہیں۔ سب کے سب امام اعظمؒ کے مقلد ہیں۔ ان پر اس کا کیا اثر پڑتا۔ اگر وہ صبر اور تحمل سے کام نہ لیتے۔ پھر مجالس المومنین کا حوالہ دے کر شیعہ اور سنی مسلمانوں میں افتراق اور انتشار پیدا کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ یہ بہت ہی خطرناک چال ہے۔

۳......صحافتی

ایک اخبار کا بلا دلیل اور بلا کسی حوالہ کے ایک خطرناک مضمون کا نقل کر دینا اور پھر حوالہ بھی بالکل غلط اور جھوٹا دے دینا صحافت کے لحاظ سے ایک مذموم فعل ہے اور دوسرے اخبارات کے متعلق یہ رائے قائم کرنے کا پیش خیمہ ہے کہ اخبارات غلط اور جھوٹے حوالہ جات کے ذریعہ خبریں شائع کرتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس رکیکانہ حملے کے خلاف جس طرح مسلمان اخبارات و رسائل نے صدائے احتجاج بلند کی۔ اسی طرح عیسائی رسالہ المائدہ نے بھی اس کو نقل کر کے صحافتی معیار کا حق ادا کیا ہے۔ بہر کیف پیغام صلح نے اس مضمون کو شائع کر کے مذہبی اور اخلاقی جرم کے ساتھ ساتھ صحافت پر بدنما داغ لگایا ہے۔ جس کا ازالہ ہرگز نہ ہو سکے گا۔ مسلمانوں کو عموماً اور حکومت کو خصوصاً ایسے فساد انگیز اخبارات سے باخبر رہنا چاہئے۔

امام اعظمؒ

کروڑوں انسانوں کے پیشوا ہو گزرے ہیں۔ آپ کا فقہ حنفی اکثر بلاد اسلامیہ میں نافذ اور مقبول ہے۔ خصوصاً ہندوستان پر تو جتنے مسلمان بادشاہوں نے حکومت کی وہ سب کے سب حنفی ہی تھے۔ سلاطین اسلامیہ میں سے سلطان محمود غزنوی فقہ حنفی کے زبردست عالم تھے۔ ان کی تصنیف یادگار کتاب التفرید آج بھی کتب خانوں میں موجود ہے۔ عالمگیر کی یادگار فتاویٰ عالمگیری کئی جلدوں میں موجود ہے۔ سلطان فیروز شاہ کی یادگار فتاویٰ تتارخانیہ اس امر کی دلیل ہے کہ سلاطین اسلام فقہ حنفی کے عامل تھے اور امام اعظم ہی کو اپنا امام اور مقتداء سمجھتے تھے۔ ہر زمانہ میں امام صاحب کا مزار مرجع خلائق اور عقیدت گاہ خواص و عوام رہا ہے۔ شاہ سلجوقی اور نظام الملک مزار پرانوار پر حاضری سے مشرف ہوئے۔ الپ ارسلان نے وہاں ایک مدرسہ جاری کرایا۔ ناصر الدین قاچار شاہ ایران نیاز مندانہ دربار ابی حنیفہ پر حاضر ہوا۔

امام صاحب کی مختصر سوانح حیات

اسم گرامی نعمان والد صاحب کا نام ثابت ہے۔ فارسی نسل میں سے تھے۔ ۸۰ھ میں

بمقام کوفہ پیدا ہوئے۔ کافی صحابہ رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اوران سے روایت کی۔ اس لئے آپ کا تابعی ہونا ایک ایسا وصف ہے۔ جو دوسرے اماموں میں نہیں۔ بہت ہی زبردست عالم اور امام گزرے ہیں۔ تقویٰ میں بھی آپ کی نظیر کم ملے گی۔ کئی سال تک عشاء کے وضو کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی اور تیس برس تک برابر ایک رکعت میں قرآن ختم کرتے اور دن کو روزہ رکھتے تھے۔ بہت ہی زیادہ پرہیز گار تھے۔ پچپن حج کئے۔ آپ کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے۔ ساری عمر اشاعت دین اور تبلیغ مذہب میں گزاری۔

۱۵۰ھ میں شوال کے مہینہ میں انتقال فرمایا۔ جنازہ کی نماز میں پچاس ہزار آدمی شریک ہوئے اور بیس روز تک آپ کی قبر پر دعاء کرتے رہے۔ ۴۹۵ھ میں سلطان محمد خوارزمی نے آپ کی قبر پر ایک بہت بڑا گنبد اوراس کے قریب ایک بڑا مدرسہ جاری کیا۔ ہر زبان میں آپ کی سوانح حیات لکھی گئی ہیں۔ آپ کی وفات میں متعدد اقوال ہیں۔ اکثر مورخین کی رائے یہی ہے کہ منصور خلیفہ نے آپ کو زہر دلوا کر مروا ڈالا اوراس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے قضا کا عہدہ قبول نہ کیا۔ مگر اصلی وجہ یہ ہے کہ امام اعظمؒ بہت بڑے شجاع اور حق گو تھے۔ آپ نے منصور کی خلافت کو ناجائز سمجھ کر زید بن علی بن حسینؓ کی تائید فرمائی تھی۔ اس لئے ابن ہبیرہ نے عہدۂ قضا کو بہانہ بنا کر آپ کو زہر دلوادیا۔ رحمة الله تعالیٰ رحمةً واسعةً!

مسلمانوں کی خدمت

مسلمانوں کی خدمت میں مؤدبانہ عرض ہے کہ آپ کم ازکم اتنا تو کریں کہ حکومت سے ’’تحفظ ناموس اکابر‘‘ کے نام سے ایک ایسا قانون بنوائیں کہ جس کی رو سے کسی انسان کو یہ طاقت اور یہ اجازت نہ ہو کہ وہ جو دل میں آئے بلا تحقیق کسی معزز برگزیدہ انسان کے بارے میں کہہ ڈالے اوراس کی اشاعت سے اپنی دکان کو فروغ دے کر مسلمانوں میں انتشار اور اختلاف پیدا کرے۔ علمائے کرام اور صوفیائے عظام کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ضرور اس طرف توجہ فرمائیں۔ بلکہ اس توہین آمیز اشاعت پر صدائے احتجاج بلند کر کے حکومت کو اس طرف متوجہ فرمائیں اور دارالاشاعت جیسے واحد تبلیغی ادارہ کے ممبر کثرت سے بن کر غیروں کے حملوں کا دفاع کریں۔ یہی واحد ادارہ ہے کہ جس نے تمام غیر مسلم اقوام کے جارحانہ حملوں کے دفاع میں اپنا سب کچھ نثار کرنا اپنا شعار بنایا ہوا ہے۔ اس کا تقریباً سارا لٹریچر اردو، گجراتی، انگریزی زبانوں میں مفت شائع ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کا حامی وناصر ہو۔ وهو نعم الوكيل!

۶؍ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ، قاضی محمد زاہد الحسینی غفرلہ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

ایک خطرناک

انقلاب

(حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی رحمہ اللہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

تاریخ عالم کا مطالعہ کرنے سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ ابتدائے آفرینش ہی سے خداوند تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے ہر زمانہ میں اپنے بندوں کو بھیجا۔ جن کو رسول پیغمبر رشی وغیرہ کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان پاک بندوں نے اپنے اپنے اوقات میں اپنے فرض کو ادا کرنے میں ہر طرح کی تکالیف کا سامنا کیا۔ دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں یہ مقدس لوگ تشریف نہ لائے ہوں۔ خدا کا آخری اور مکمل قانون اس بات کا شاہد ہے کہ ہر قوم اور ہر بستی میں خدا کے رسول تشریف لائے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ارشاد ہے کہ اس سرزمین ہند میں بھی بعض انبیاء علیہم السلام تشریف لائے اور ان کی قبور کا پتہ بھی اہل کشف حضرات کو ہو سکتا ہے۔ مگر ان لاتعداد انبیاء اور مبلغین حضرات کا علم آج ہم کو کس قدر ہے ان کا لایا ہوا قانون آج کہاں ہے ان کی امت ان کی قوم آج کہاں گئی؟۔ یہ وہ سوالات ہیں جن کا جواب نہ تو تاریخ دے سکتی ہے اور نہ ہی واقعات بتلا سکتے ہیں۔ یہ واضح حقیقت ہے کہ سرکش قوموں نے بعض کو بالکل تسلیم نہیں کیا۔ ان پر ایک فرد بھی ایمان نہیں لایا۔ بعض پر ایک یا دو ایمان لائے اور جن پر کافی تعداد ایمان لائی وہ اس نبی کے تشریف لے جانے پر قوم ہی ختم ہو گئی۔ ان کا قانون راہ عمل نیست و نابود ہو کر رہ گیا۔ اکثر کے تو نام ہی معلوم نہیں رہے۔ اسی دوران میں مصلح اعظم، نجات دہندہ کائنات، محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ کا اعلان نبوت و اظہار حکومت اس حال میں ہوتا ہے کہ آپ کا پیغام سننے کے لئے ماحول کے حالات ناسازگار، ذرائع پیغام رسانی معدوم، نہ اخبارات و رسائل، نہ ریڈیو، نہ ہوائی جہاز، نہ موٹر۔ ان ناسازگار حالات میں تمام لوگوں کی طرف اللہ کا پیغام بر ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ خاص قوم، خاص ملک، خاص وقت، خاص حالات کے ماتحت نہیں جس ذات پر جس جگہ جس وقت انسانیت صادق آ گئی اسی کو پیغام پہنچانے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اللہ کا مقدس اور محبوب رسول کمر ہمت باندھ کر اٹھتا ہے اور تمام دنیا کو خطاب کرتا ہے۔ مصائب کے زبردست طوفانوں میں سر کو ہتھیلی پر رکھ کر اللہ کا پیغام پہنچاتا ہے۔ چند ہی ایام میں عرب کے ہر طبقہ کے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو جاتے ہیں۔ صرف خود مسلمان ہی نہیں ہوتے بلکہ ان کے ذہن میں یہ

بات راسخ کردی جاتی ہے کہ تمہاری زندگی کا مقصد اعظم یہی ہے کہ: "لوگوں تک میری طرف سے احکام پہنچاؤ۔ اگر چہ ایک ہی بہتر بات کیوں نہ ہو۔"

اللہ کی لاکھ لاکھ رحمتیں ہوں ان پاک روحوں پر جنہوں نے اس پیغام کو اپنی زندگی کا معمول بنایا۔ وہ اگر تاجر بن کر دوسرے ممالک میں گئے تو بڑی تجارت کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اگر دن بھر تجارت کی تو شام کو گلیوں میں پھر کر اللہ کا پیغام پہنچایا۔ وہ اگر غریب الوطن مسافر رہے تب بھی ان کا مقصد یہی رہا۔ انہوں نے ملک کے بادشاہوں کو اللہ کا پیغام ایسی حالت میں دیا کہ ان کے مخالف ان کی جان کو تباہ کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ مگر ان کی سچی تڑپ نے بادشاہوں کو ان کا غلام بنایا۔ اسی پر بس نہیں۔ وہ سردار بھی اسی پیغام کو سنا کر کئی بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ راست پر لانے میں کامیاب ہو گئے۔ یہی وہ جذبہ تھا جس کے زیر اثر محمد رسول اللہ ﷺ نے بشیر و نذیر ہر دو صفات سے موصوف ہو کر زندگی کے ہر لمحہ کو اس پر نثار کر دیا۔ بلکہ ہر وقت خواہ آپ کسی بڑی سے بڑی عبادت میں مشغول ہوئے اپنے اصلی فرض تبلیغ کو نہ چھوڑا۔ اگر آپ حج بیت اللہ جیسی مقدس عبادت میں مشغول ہو کر خانہ خدا کا طواف فرما رہے تھے اور کسی انسان نے خواہ وہ عورت ہی ہو اللہ کا حکم پوچھا تو پاک نبی اس عبادت کو ملتوی کر کے اس عورت کی طرف متوجہ ہو کر اسے پیغام الٰہی پہنچانے لگا۔ اگر اتباع اسماعیل علیہ السلام میں جمرات ثلثہ کی رمی کرتے ہوئے کوئی بات پوچھی گئی۔ فوراً ادھر توجہ فرمائی۔ اگر مردوں کو پیغام پہنچانے سے فرصت ملی تو عورتوں کو رموز ایمان وحکمت بتانے میں مصروف ہو گئے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ صرف ۲۳ سال کی قلیل مدت میں ایک لاکھ کے قریب قدسی نفوس (صحابہ کرامؓ) محبوب رب العالمین ہو کر شاہان عالم بن جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ لازمی طور پر دس لاکھ مربع میل سے بھی زیادہ رقبہ زیر اقتدار آ جاتا ہے۔ گویا جہاں روزانہ دو سو ستر میل ملک فتح ہوا وہاں بارہ آدمی روزانہ اسلام جیسی نعمت سے مشرف ہو کر دوسروں کو مسلمان بنانا اپنا فرض یقین کر لیتے ہیں۔ نائبان رسول اعظم ﷺ کی جدوجہد نے یہ کر دکھایا کہ عرب کے سوا، افریقہ، اندلس، ترکی، افغانستان، ایران، ہندوستان، بلکہ جاوا، سماٹرا، چین تک اسلامی ندا جا پہنچی اور اللہ اکبر کی حقیقی صدا سے بحر و بر گونج پڑے۔ اس زمانہ کے حالات سفر کا اندازہ لگا کر

انصاف سے فرمادیں کہ یہ کارنامہ اعجاز سے کم ہے یا مجسم اعجاز ہے؟۔ان پاک نفوس کی جدوجہد نے سلطانوں کو بھی ولایت کے مرتبہ عالی پر فائز فرمادیا تھا۔ یہ دلیل کافی نہیں کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد ہندوستان کا تاجدار اس مرتبہ ولایت وعظمت پر جلوہ افروز ہو جاتا ہے کہ جب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کا وصال ہوتا ہے اور ان کی حسب وصیت اعلان کیا جاتا ہے کہ: ''نماز جنازہ وہ پڑھائے جس کی کبھی عصر کی سنتیں اور تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی ہو۔''

آپ مشکل سے یقین کریں گے کہ اس کی نماز جنازہ حسب وصیت پڑھانے والا نہ کوئی مولوی ہے، نہ متقی ہے، نہ پیر ہے، نہ سید ہے، جس نے نماز جنازہ پڑھائی وہ ہندوستان کی وسیع سلطنت کا فرمانروا سلطان شمس الدین التمش ہے۔

خلاصہ یہ کہ محمدؐ کے جان نثار غلاموں نے بڑے سے بڑے مرکز اقوام وادیان میں بھی جا کر نبی کا نام اور خدا کا کلمہ بلند کیا۔ غیروں نے نہایت ہی حسرت اور افسوس سے اس امر کا اظہار کیا کہ: ''یروشلم میں جو مسیح کا مولد ہے۔دن میں پانچ دفعہ محمدؐ کے نام کی منادی کی جاتی ہے۔مگر مکہ میں جو محمدؐ کا مولد ہے آج تک مسیح علیہ السلام کے نام کی منادی نہ ہو سکی۔''

اتنے عروج کے بعد ایک دم انقلاب آیا اور حالت یہ ہوگئی کہ ان کی تعلیمات کے بقول: ''وہ مسیحی قوم جس نے اپنے پیغمبر کو صلیب پر اکیلا چھوڑ دیا اور جو تمیں زبانی طور جان نثاری کا دعویٰ کرنے والے تھے ان میں سے ایک بھی نہ رہا۔ مگر جب انہوں نے مسلمانوں کا یہ نعرہ سنا کہ ہر مسلمان مبلغ ہے۔فوراً اس نعرہ کو اپنا لیا اور یہ کہنے لگے کہ ہر مسیحی مبلغ ہے۔ یہ مسیحی قوم اپنے راہنما کے حکم کے باوجود کہ غیر قوتوں کی طرف نہ جانا (متی ۱۰/۵) بحروبر میں پھیل گئے اور جہاں انسان کا وجود ممکن تھا وہاں پہنچ گئے۔ کیا یہ امر قابل ستائش نہیں کہ یروشلم سے ہزاروں میل دور غیر مہذب وغیر متمدن جزیرہ نیوگنی میں ۱۷۹۱ء میں مشن قائم کردیا۔ ۱۸۷۱ء میں جب وہاں کا مسیحی سیاح لندن بائبل سوسائٹی کو مایوسی کی حالت میں یہ رپورٹ بھیجتا ہے کہ: ''یہاں تو بس مگر مچھ، سانپ، بچھو رہے ہیں اور جو انسان ہیں وہ بھی ایسے ظالم خونخوار کہ ان کے درمیان قدم رکھنے کا بھی خیال نہ کیجئے۔''

لندن سے جواب ملتا ہے۔ اتنی اطلاع کافی ہے۔ بس انسان جہاں کہیں آباد ہیں مشنری کا وہاں پہنچنا ضروری ہے۔

یہی جذبہ تبلیغ جب ۱۸۸۶ء میں طامس کوریا میں صرف اس لئے قتل کراتا ہے کہ وہ انجیل کا مبلغ ہے۔ اسی کوریا میں ۱۹۳۴ء میں سترہ آدمی روزانہ کے حساب سے تین لاکھ افراد کو عیسائی ۴۷۹ گرجا گھر تعمیر کرا دیتا ہے۔ آج ہندوستان میں ان مسیحیوں کی تعداد ۷۵ لاکھ ہے جو ہندوستانی ہیں۔ ۱۹۰۴ء سے ۱۹۳۰ء تک برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کا مختصر سا تبلیغی کام یہ رہا کہ ۶۵۵ زبانوں میں انجیل کے تراجم شائع کیے گئے۔ ہندوستانی ایک سو بارہ زبانوں میں انجیل کو شائع کیا اور اندھوں کی تعلیم کے لئے چالیس زبانوں میں ابھرے ہوئے حروف کی انجیل شائع کی۔ لندنی مشن نے ۱۸۹۵ء سے لے کر اب تک اٹھارہ سو مشنریوں نے چین، افریقہ، ہند، مڈغاسکر، پاپوا اور جنوبی سمندروں میں بشارت کا کام کیا جس پر ایک کروڑ تیس لاکھ پونڈ خرچ کئے۔ اسی جذبے کو لے کر ہر ایک مسیحی کہتا ہے۔

سارے جہاں کا مالک ہے ابن رب ہمارا
سارا عجم ہمارا سارا عرب ہمارا

یہ جذبہ صرف مردوں تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ عورتوں کا کام مردوں سے بھی زیادہ ہے۔ اسی ہندوستان میں عیسائی عورتوں کی تبلیغی یونین ۱۹۲۸ء میں ایک کرایہ کے مکان میں منعقد ہوئی۔ مگر صرف چھ سال میں ۱۹۳۴ء میں اسی یونین کا سالانہ اجلاس دہلی میں چالیس ہزار کی رقم سے تیار کردہ بلڈنگ میں زیر صدارت لیڈی ویلنگڈن منعقد ہوئی جس میں امریکہ، انگلینڈ، آسٹریلیا کی نمائندہ عورتوں نے شرکت کی۔

ذرا کلیجہ تھام کر سنئے۔ یہ نزلہ سارے کا سارا کس پر گر رہا ہے کس کا شکار کیا جا رہا ہے۔ اس سوال کا جواب عیسائیوں کے ترجمان اخوت، المائدہ وغیرہما کی زبانی سن لیں:

۱...... مراکش قلعہ اسلام ۱۸۸۲ء میں شمالی افریقہ میں مشن قائم ہوئی اور اب ہر دو مراکش اور الجیریا کے شمالی علاقوں میں تبلیغی مقامات کی ایک لمبی زنجیر بن گئی۔ ان تمام جگہوں میں تعلیمی اور طبی خدمات کے ساتھ ساتھ بشارت انجیل بھی با قاعدہ ہوتی ہے۔

۲...... عرب بسرعت تمام بدل رہا ہے۔

۳...... عرب میں مسیحی کلیسا معرض وجود میں آ رہی ہے۔ بحرین میں ایک انتظامیہ کلیسائی جماعت منظم کی جائے گی۔

۴...... مسقط مرکز تبلیغ ہے۔

۵...... آرام گاہ ابوایوب انصاریؓ (ترکی) کے مسیحی امیدیں یہ ہیں۔

اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کمال پاشا کی موت کے ساتھ ترکی حکومت کی سابقہ پالیسی میں فرق آ گیا ہے اور اب از سرنو اسلام کی ترقی و بہبود پر زور دیا جانے لگا ہے۔

۶...... چین میں ایک کروڑ مسلمانوں کو مسیحی بنانے کے لئے مشن جاری ہو رہا ہے۔

۷...... سویڈن میں چینی لوگوں کے لئے ایک لاکھ کی تعداد میں بائبل چینی زبان میں شائع ہو رہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہندوستان میں ساٹھ کروڑ روپیہ عیسائی بنانے میں خرچ کیا جاتا ہے۔

مشہور مسیحی مبلغ پادری زویمر کہتا ہے: "مراکش اسلام کے زوال کا نمونہ بن چکا ہے۔ ایران میں اسلام کا شیرازہ بکھر رہا ہے۔ عرب میں اسلام جمود کی حالت میں ہے۔ چین میں اسلام کس مپرسی کی حالت میں ہے۔ جاوا میں اسلام مسیحیت سے بدل رہا ہے۔ ہندوستان میں ہم کو اسلام مسیحیت کی دعوت دے رہا ہے۔ افریقہ اسلام کو ایک خطرے کی شکل میں پیش کر رہا ہے۔ ممالک اسلامیہ کی گوناگوں کیفیتیں گویا فرداً فرداً عیسائیت سے اپیل کر رہی ہیں کہ دنیائے اسلام کی سب سے بڑی ضرورت یسوع مسیح ہے۔"

آپ مشکل سے یقین کریں گے مگر پادری برکت اللہ کا بیان ہے کہ: "اس احاطہ کے اندر ایک پرانی قبر تھی۔ جس پر ایک بڑا گنبد تھا۔ اس قبر کے چوگرد آٹھ محراب دار کمرے تھے۔ یہ

محرابیں بند کردی گئیں اور ان میں خشت اور کھڑکیاں وغیرہ لگادی گئیں اور ان کمروں میں لاہور پادری فورمین نے ۱۸۴۹ء میں رہائش اختیار کی۔"

پادری فرنچ صاحب ۱۸۷۸ء میں لاہور میں ایک گرجا گھر کے تعمیر کی تحریک کرتے ہوئے کہتے ہیں: "بڑے شرم کی بات ہے کہ لاہور میں صرف دو ہی گرجا گھر ہوں اور وہ بھی مسلمانوں کے مقبرے ہوں جو انگریزوں کی عبادت کے واسطے درست کئے گئے ہوں۔" (صلیب کے علمبردار)

ایک شبہ کا ازالہ

آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہر قوم و مذہب کے نمائندوں کو حق ہے کہ وہ اپنے اپنے مذہب کی تبلیغ کریں۔ اس میں عیسائیوں کا کونسا قصور ہے اور ان کا رویہ تبلیغ کیوں قابل گرفت؟۔

میں ضرور اس کا قائل ہوں کہ ہر ایک مذہب کو اس کی اشاعت کا موقع دیا جائے۔ یہ اسلام کی وسعت نظر تھی کہ زمانہ رسول اللہ ﷺ سے لے کر اسلامی عروج کے آخری دور تک عیسائیت کو فروغ رہا۔ اگر آپ غور سے واقعات کا اندازہ لگائیں گے تو یقین کرلیں گے کہ ہندوستان جیسے بے نظیر ملک پر عیسائیوں کی حکومت مسلمانوں کی اخلاقی وسعت کا ثمرہ ہے۔ بہرکیف عیسائی قوم اپنے مذہب کی اشاعت نہیں کرتی۔ بلکہ وہ اس کے در پردہ رہ کر خوددار قوم کو فنا کرکے اپنی سلطنت قائم کرنا چاہتی ہے۔ جس سے اس کی منڈیاں اور کارخانے قائم ہوکر سرمایہ داری زوروں پر ہو۔

سرولیم جانسن ہیک نے ۱۹۲۵ء میں پارلیمنٹ کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا:
"ہمارے مسیحی مشنری اپنے جلسوں میں کہا کرتے ہیں کہ ہم نے ہندوستان اس لئے فتح کیا ہے کہ ہندوستانیوں کے مرتبہ میں ترقی ہو۔ یہ دعویٰ محض دھوکہ کی ٹٹی ہے۔ ہم نے ہندوستان اس لئے فتح کیا ہے کہ برطانیہ کے مال واسباب کے فروخت کے لئے ایک منڈی ہاتھ آئے۔"

بلکہ پادری صاحبان جہاں تشریف لے گئے۔ اخلاق، عادات کو بگاڑ کر قوموں کو تباہ کردیا۔ چنانچہ سر آرتھر نات لین کا بیان ہے کہ: "کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ جس کسی دیسی قوم پر

پہلے ہمارے بحری تاجروں اور ہمارے پادریوں کا سایہ پڑا ہے۔ اس میں کسی قوم کو ہم نے خفیف ترین مادی فائدہ بھی پہنچایا ہے۔ ہمارے بحری تاجروں نے تو وہاں پہنچ کر شراب خوری اور بیماریوں کی افراط پہنچادی۔ پادریوں نے پہنچ کر ان عادات کو ایسا بدل دیا اور ان کو ایسی اخلاقی تعلیم دی ہے جس کا انجام ہمیشہ ان کی تباہی اور بربادی پر ہوا ہے۔" (مسلمانوں کے تنزل سے نقصان ص ۱۷۵)

جے ای کلیز میکفارلین نے اپنی کتاب دی کیس فار پولی گالی میں تصریح کی ہے کہ:

"ہمارا کلیسا ایک راہنما محافظ کی بجائے ایک ڈکٹیٹر رہا ہے۔ ایک طرف یہ محبت کا پیغام دیتا ہے جس سے شہید اور ولی پیدا ہوں۔ دوسری طرف تلوار چلاتا ہے۔ انسانی روح کو غلام بنانے کے لئے اس نے وحشیانہ جنگ کی ترغیب دی ہے اور ایسی لڑائیاں لڑی ہیں۔ مختلف العقیدہ لوگوں پر خونی مظالم کئے ہیں۔ ارتداد کے بہانے انسانوں کو جلایا ہے اور انسانی غلامی کو دور کرنے کی شدید مخالفت کی ہے۔" (کتاب مذکور ص ۶۶، برہان جولائی ۱۹۴۵ء)

ان مختصر حوالہ جات پر غور کرنے سے معلوم ہو گیا کہ عیسائی لوگ جو تبلیغ کرتے ہیں اس میں وہ ہرگز اس مذہب کی اشاعت نہیں کرتے بلکہ ان کا مقصد وحید اپنی ملکی منڈیوں کو فروغ دینا اور پھر اپنی قومی سلطنت کا قیام کرنا ہے۔ ہندوستان ہی کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ ہندوستان کی باگ دوڑ سنبھالنے میں پادریوں کا کافی حصہ رہا ہے اور اس تمام نزلہ کا شکار مسلمان قوم ہی ہوئی۔ مسلمانوں کے مذہب کو صاف کرنے کی سعی کی گئی۔ مگر اس کا علاج کیا ہے۔ اس کا علاج صرف یہی ہے کہ ہر ایک مسلمان مبلغ بن جائے۔ وہ جس رنگ میں ہو جس ڈیوٹی پر ہو جس پوزیشن میں ہو اسے مبلغ بننا ضروری ہے۔ وہ پہلے مبلغ ہو اور پھر جو کچھ چاہے بنے۔

آج مسلمانوں میں اسی جذبہ تبلیغ کے فقدان سے سب بربادی اور تباہی ہو رہی ہے۔ مگر مسلمان خواب غفلت میں مدہوش ہے اور اسے احساس تک نہیں کہ کیا ہو رہا ہے اور اس کا انتظام کیا جانا ضروری ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

ایک زبردست مغالطہ

ادھر مسلمانوں کی تباہی کا یہ عالم ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک عجیب چال سے مسلمانوں کو زیادہ مدہوش کر کے ان کی رہی سہی بیداری کو بھی فنا کر دیا۔ اگر کبھی اللہ کی مہربانی سے کسی جماعت یا فرد نے جذبہ تبلیغ کا اظہار بھی کیا تو یہ واحد ٹھیکیدار تبلیغی مشن کا نام لے کر سامنے آگئے اور سیدھے سادھے مسلمانوں کو یہ کہہ کر قابو کر لیا کہ یورپ میں تبلیغ ہم نے کی۔ یہاں ہم کر رہے ہیں۔ کسر صلیب، عیسائیت کی شکست مسیح موعود کا نام ہے۔ جو ہم نے ادا کر دیا۔ مگر یہ زبردست مغالطہ ہے جس سے مسلمانوں کو اور بھی غفلت میں ڈالا جاتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے متبع دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک تو وہ جو اسے نبی مانتے ہیں۔ ان کو تو آج تک کوئی معتدبہ تبلیغی کام میں کامیابی ظاہر طور پر نہیں۔ اس جماعت کا کام ہے محض سرکار برطانیہ کی خوشنودی۔ چنانچہ مولوی محمد علی امیر انجمن احمدیہ کا بیان ہے کہ: ''لیکن جماعت قادیان کی توجہ اور کاموں کی طرف لگ گئی۔ اس لئے باوجود اس اعلان کے کہ ہم ایک ماہ میں ایک پارہ نکالا کریں گے۔ بیس سال تک بھی ایک انگریزی ترجمہ پورا نہ ہوا۔ یہ کیوں۔ اس لئے کہ جماعت کی توجہ اس طرف نہ رہی اور جماعت کو اس سیاسی شغل میں لگا دیا گیا کہ کانگریس کی مخالفت کر کے گورنمنٹ میں ہر دلعزیزی حاصل کی جائے اور یہ اعتراف سال گزشتہ میاں محمود احمد کر چکے ہیں کہ انہوں نے لاکھوں روپے کانگریس کی مخالفت میں صرف کئے۔'' (پیغام صلح ۱۰ ذی الحجہ ۱۹۵۵ء)

دوسری جماعت جو مرزا قادیانی کو مجدد مانتی ہے ان کا پروپیگنڈہ حد سے زیادہ ہے کہ یورپ میں تبلیغ کے وہی واحد ٹھیکیدار ہیں۔ دیگر ممالک میں اسلام ان ہی کی بدولت پھیلا مگر واقعات اس کی تکذیب کرتے ہیں۔ ایک جرمن نومسلم مصطفیٰ صاحب کا خط برلن سے آیا تھا جو ۱۹۳۶ء کے اخبارات میں چھپا تھا۔ اس میں انہوں نے اس امر کو مدلل ثابت کیا ہے کہ صرف دستاویز پر دستخط کرالئے جاتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ وہ دستخط کنندہ اپنے سابق مذہب سے علیحدہ ہو۔ موصوف نے کافی امثلہ سے واضح کیا تھا کہ برلن اور اسی طرح اور ممالک میں تبلیغ کی نوعیت کیا ہے اور اس کا مقصد حصول زر ہے۔ اسی طرح مبلغ یورپ علامہ خالد شیلڈرک نے اپنے ایک مبسوط و مدلل مضمون میں اس راز کو فاش فرمایا ہے۔ یہ بالکل غلط بات ہے کہ دیگر ممالک میں اسلام قادیانیوں نے پھیلایا۔ اسلامی اشاعت کا حال جاننے والے سمجھ سکتے ہیں کہ ممالک دیگر میں اسلام جناب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے زمانہ ہی میں پہنچ چکا تھا۔ سینہ یورپ قسطنطنیہ میں ابوایوب انصاریؓ کی آخری آرام

گاہ اس امر کا واضح اور بین دلیل ہے کہ یورپ میں اسلام اسی وقت پھیل چکا تھا۔ آسٹریا، بوسینیا، ہرزیگوینا میں مسلمان کافی تعداد میں موجود ہیں اور ان اطراف کے جملہ مسلمان حنفی المذہب اور عقاید اہل سنت والجماعت ہیں۔ روس، سائبیریا وغیرہ میں پانچ کروڑ حنفی مسلمان، البانیہ، بلغاریہ، یونان پانچ کروڑ احناف اور طرابلس، ٹیونس، جنوبی افریقہ میں حنفی مسلمان ہیں۔ علیٰ ہذا، چین میں پانچ کروڑ سے زیادہ حنفی مسلمان ہیں۔ (تانیب الخطیب علامہ زاہد کوثری ص ۱۴)

ان ممالک میں ۱۹۳۲ء تک حاجیوں کی تعداد تقریباً تین سو تک پہنچ چکی تھی۔ یہی نہیں بلکہ ممالک غیر کے مذہبی پیشواؤں نے پوری پوری حملہ آور طاقتوں کا مقابلہ کیا۔ الجزائر میں ایک درویش عالم امیر سید عبدالقادر ۱۸۰۸ء، ۱۸۸۳ء گزرے ہیں۔ انہوں نے چودہ سال تک فرانسیسی مظالم کو اپنی قوت اور طاقت سے روکے رکھا۔ طاغستان میں مشائخ نقشبندیہ روس کے مقابلہ میں میدان میں آئے۔ ان کا قائد غازی محمد شہید ہوا۔ ان کے جانشین ۳۵ برس تک روسیون سے مقابلہ جاری رکھا۔ (حاضر العالم اسلامی)

اسی ہندوستان میں دس کروڑ مسلمان خواجہ اجمیریؒ اور مجدد الف ثانیؒ کی تبلیغی کوششوں کا نتیجہ ہیں۔ مگر کیا کسی نے اپنے نام کی جماعت بنا کر اسلام کے نام پر دنیاوی وجاہت اور زر چندہ حاصل کیا۔ اس وقت بھی مشائخ اسلام کی کوششوں سے ہزاروں لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ خواجہ غلام حسن کروڑوی قدس سرہ نے تقریباً پانصد سکھوں کو مسلمان کیا جن میں سے اکثر عالم فاضل صوفی۔ سیالکوٹ کے ایک صاحب علم گرنتھ صاحب کا ترجمہ کر رہے ہیں۔ کئی رسائل لکھ کر کافی تعداد میں سکھوں کو مسلمان کیا۔

علیٰ ہذا القیاس احمدیوں کا یہ امتیازی دعویٰ ہے کہ انہوں نے انگریزی اور دوسری چند زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ شائع کر دیا۔ اس لئے ان کے مجدد کو ماننا ضروری ہے۔ مگر یہ بات بھی حقیقت سے دور ہے۔ احمدیوں سے پہلے بھی کئی زبانوں میں قرآن شریف کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ ذیل میں ان کی مختصر فہرست درج ہے:

زبان	تعداد تراجم	زبان	تعداد تراجم
انگریزی	۱۷	چینی	۴
جرمنی	۱۳	فارسی	۶

اٹلی	۸	بنگالی	۵
فرانچ	۷	گجراتی	۴
اسپین	٦	پنجابی	۴
ہالینڈ	۵	ہندی	۲

(برہان ماہ فروری ۱۹۴۰ء)

مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ عیسائیت کو اسلام کی طرف لانے کے لئے مبعوث ہوا۔ اس نے کہا ہے کہ۔

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

مگر واقعات اس کی تکذیب کر رہے ہیں۔ اس نور کا لازمی نتیجہ تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ اسلام کی زیادہ ترقی ہوتی اور عیسائی کافی تعداد میں مسلمان ہوتے۔ مگر یہاں معاملہ برعکس ہے۔
پیغام صلح ٦ مارچ ۱۹۲۸ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ: "عیسائیت دن بدن ترقی کر رہی ہے۔"
خود گرداسپور کی عیسائی آبادی کی رپورٹ ملاحظہ کر کے معلوم کرلیں کہ عیسائیت کو فروغ ہوا یا شکست:

۱۸۹۱ء	۲۴۰۰
۱۹۰۱ء	۴۴۷۱
۱۹۱۱ء	۲۳۳۵٦
۱۹۲۱ء	۳۲۸۳۲
۱۹۳۱ء	۴۳۲۴۳

(محمدیہ پاکٹ بک ص۵۳۴)

اس وقت صوبہ پنجاب میں پانچ لاکھ سے زائد عیسائی ہیں۔ (المائدہ)

مرزا غلام احمد کی حقیقت

یہ جماعت جس مشن کی تعلیم دے رہی ہے جس کی اشاعت کر رہی ہے وہ دراصل

اسلامی تعلق کی بنا پر ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ خود ایک مستقل دین اور مذہب کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔ سادہ لوح مسلمان یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ اشتراک کلمہ کی وجہ سے وہ اور ہم ایک ہیں۔ مرزائی لا الہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ کی تبلیغ کرتے ہیں۔ مگر اس کا اجمالی اور خلاصہ جواب یہ ہے کہ:

اس کلمہ میں محمدؐ صاحب سے مراد جناب رسول اللہ ﷺ نہیں ہیں۔ بلکہ مرزا قادیانی نے اپنا نام محمد بھی رکھا ہوا ہے۔ اس نے کہا کہ۔

منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد

اس مصرعہ کی تشریح ان قادیانیوں کی زبانی سن لیں۔ مرزا قادیانی خود کہتا ہے کہ:

''محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔''

''محمد اور احمد سے مسمّیٰ ہوکر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔''

''اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔'' (ایک غلطی کا ازالہ، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷، ازالہ ص ۳)

یہی وجہ ہے کہ مرزائی قوم مسلمانوں کا شکار کر رہی ہے۔ اگر اس کی تبلیغ اسلامی تھی تو مسلمانوں کو قادیانی کرنے کا کیا مطلب تھا۔ ۱۹۴۵ء میں قادیانی ہونے والوں کی تعداد کا موازنہ کر کے فیصلہ کر لیں کہ کون سی قوم کو شکار کیا گیا۔

مسلمان ۲۶۹۰ عیسائی ۱۸ (الفضل ۱۷ جنوری ۱۹۴۶ء)

اب تو واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ مسلمانوں کو دیگر اقوام خصوصاً عیسائیت کے شکار سے محفوظ کرنے کی ضرورت ہے۔ بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان اپنے نبی کے ارشاد کی تعمیل کریں اور ان کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہوکر اس بات پر عمل کریں کہ ہر مسلمان مبلغ بن جائے۔

محمد زاہد

۳۰ رمضان شریف ۱۳۶۵ھ......۲۷ اگست ۱۹۴۶ء

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆